عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

قیمت روپے

جلد: ۲۶ | ۶ تا ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/مارچ ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱۲

علاماتِ قیامت

اسلام میں ازلی گناہ کا کوئی تصور نہیں

امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حسنِ ادب اور اس کی اہمیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نماز باجماعت:

س:......کیا پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے والے تمام مرد وخواتین جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ قضا نماز کس صورت میں اور کس وقت تک ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:...... جی ہاں انشاء اللہ! بشرطیکہ کوئی دوسری بداعتقادی یا بدعملی رکاوٹ نہ بن جائے۔ نماز کی قضا کا کوئی خاص وقت نہیں، جب موقع ملے قضا کرلی جائے۔ ہاں البتہ عین طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور عین زوال کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے تو قضا بھی ممنوع ہے۔

س:...... کیا مسلمان مرد و خواتین اپنی سالگرہ، شادی کی سالگرہ یا بچے بھی اپنی سالگرہ کا اہتمام کرسکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی طور پر اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج:......سالگرہ خالص عیسائی رسم ہے، اس لئے کسی مسلمان کو اپنی سالگرہ مناکر عیسائیوں سے مشابہت نہیں کرنا چاہئے۔

س:...... ٹیلی فون پر نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:......نہیں۔

س:...... لے پالک بیٹا یا بیٹی جوان ہونے کے بعد ماں اور باپ جس نے ان کو پالا ہے، محرم ہوگئے یا نامحرم؟ شرعی طور پر اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر وہ نامحرم تھے تو نامحرم ہوجائیں گے، ہاں اگر وہ ان کے محرم تھے یا ان کو دودھ پلاکر محرم بنالیا گیا تھا تو وہ بالغ ہونے کے بعد نامحرم نہیں ہوں گے، کیونکہ رضاعت اور دودھ پلانے سے اب ان کے حقیقی محرموں کے احکام ہوں گے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

س:......شرعی طور پر ماں اپنی اولاد کو کب تک اپنا دودھ پلاسکتی ہے؟

ج:......دوسال تک۔

س:......وہ مائیں جو اپنی اولاد کو اپنا دودھ نہیں پلاتی ہیں، جوان ہونے کے بعد وہ اولاد اپنی ماں کی وفادار نہیں ہوتی؟

ج:......ضروری نہیں کہ ایسا ہو؟ کیونکہ بعض اوقات مجبوری کی وجہ سے مائیں دودھ پلانے سے قاصر ہوتی ہیں، تو ان کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا؟

س:......کیا کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ موجودہ ہیئت وترکیب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا؟ کسی حدیث صحیحہ صریحہ سے ثابت کیجئے۔

ج:......موجودہ کلمہ شریف صحیح اور صریح حدیث شریف میں اسی طرح موجود ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ما من احد یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ، صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار۔“

(بخاری ص:۲۴ ج:۲، صحیح مسلم ص:۴۳ ج:۱، ترمذی ص:۸۸، ج:۲)

ترجمہ: ”جو کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدق دل سے گواہی دے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کردیتے ہیں۔“

اسی طرح صحیح مسلم میں بھی ہے اور یہی الفاظ ترمذی شریف میں بھی ہیں۔

میرے مخدوم! یہ کہنا کہ کلمہ موجودہ صورت میں کسی حدیث میں نہیں اور یہ بدعت ہے، جہالت و لاعلمی کی علامت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۱۲ ۶تا۱۳/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۳تا۳۱/مارچ ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

کارپردازانِ مملکت کی ذمہ داری	اداریہ	۴
اسلام میں ازلی گناہ کا کوئی تصور نہیں	سارہ محمود	۶
امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مولانا محمد عبداللہ	۸
علامات قیامت	حضرت مولانا حامد میاںؒ	۱۲
حسن ادب اور اس کی اہمیت	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ	۱۵
قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کی تکفیر	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	۲۱
خبروں پر ایک نظر		۲۴

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زرِ تعاون بیرونِ ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰امریکی ڈالر
زرِ تعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷روپے۔ ششماہی: ۱۷۵روپے۔ سالانہ: ۳۵۰روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارپردازانِ مملکت کی ذمہ داری

آج کل پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں سے ملحقہ ایک ملک بیرونی حملہ آوروں اور خانہ جنگی کا نشانہ بنا ہوا ہے جبکہ دوسرے پڑوسی ملک کے خلاف دھمکیوں اور پابندیوں کا شور وغوغا ہے' خود ہمارے ملک میں اعلیٰ سطح سے لے کر نچلی سطح تک ایک بحران کی کیفیت ہے' دہشت گردی کی وارداتیں آئے دن بے گناہوں کو لقمۂ اجل بنارہی ہیں' ان حالات میں کارپردازانِ مملکت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ملک کو داخلی اور خارجی محاذ پر مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور انارکی کا سدباب کریں۔

لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب یہ کارپردازانِ مملکت بحیثیت مجموعی ملک وقوم کے مفاد کو اپنا مفاد' ملک کی بقا کو اپنی بقا' ملک کی عزت کو اپنی عزت تصور کریں اور دہشت گردوں کو اپنا اور ملک وقوم کا دشمن خیال کریں' اور یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے جب کارپردازان مملکت اپنے ملک وقوم سے مخلص ہوں' لیکن اگر ان میں وہ لوگ بھی شامل ہوں جو یہ چاہتے ہوں کہ پاکستان داخلی اور خارجی محاذ پر کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے' ملک میں دہشت گردی کی وارداتوں میں اضافہ ہو' عوام خوف وڈر کی کیفیت میں زندگی گزاریں' ملک وقوم کی بقا کو سنگین خطرات لاحق ہوجائیں' ملک میں اسلامی تعلیمات کا سدباب ہو اور اسلامی قوانین کا خاتمہ ہو' تو آپ خود فیصلہ کریں کہ ملک وقوم کا کیا حال ہوگا؟

دراصل کارپردازانِ مملکت کی صفوں میں بعض کالی بھیڑیں ہیں جو کسی قیمت پر ملک کو اسلام کا قلعہ نہیں بننے دینا چاہتیں' ان کی خواہش ہے کہ ملک میں امن وامان کے بجائے انتشار وانارکی پھیلے' یہ کون سا گروہ ہے جو یہ چاہتا ہے؟ اس کے بارے میں کم از کم کسی پاکستانی کو کسی سوچ وبچار کی ضرورت نہیں۔ گزشتہ اداریوں میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ پاکستان میں اعلیٰ ترین سرکاری مناصب قادیانیوں کے قبضہ میں ہیں اور عملی طور پر وہ ملک پر قابض ہیں' پاکستان کی داخلہ وخارجہ پالیسی قادیانی زہر سے متاثر ہوکر مسموم ہوچکی ہے' یہی وجہ ہے کہ کارپردازانِ مملکت کی نظر میں نہ ملک کی بقا وسلامتی کی کوئی قدر وقیمت رہ گئی ہے' نہ داخلی امن وامان کی۔

ہماری نظر میں اس صورتحال کی تمام تر ذمہ داری قادیانی جماعت پر عائد ہوتی ہے' وہی قادیانی جماعت جس کا دستور ومنشور اسلام کا سدباب اور پاکستان کا خاتمہ ہے' جو ہر قیمت پر ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتی ہے' قادیانی جماعت ہر اس سازش میں شریک ہے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے اور ہر اس قوت کی حلیف ہے جو مسلم کشی میں ملوث ہو' قادیانی جماعت مذہب کے رنگ میں ایک سیاسی تحریک ہے' قادیانی تحریک کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قادیانیوں کی تبلیغ عین ''سیاست'' ہے اور ان کی سیاست ہی ''تبلیغ'' ہے' قادیانی تحریک کو ہم مذہبی تحریک نہیں سمجھتے بلکہ یہ ایک خالص سیاسی تحریک ہے' جس پر مذہب کا خول بڑی عیاری سے چڑھا دیا گیا ہے' دنیا بھر کا ہر ہندو' ہر یہودی' ہر مسیحی اور

ہر دہریہ' قادیانی جماعت میں دلچسپی رکھتا ہے اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو ڈائنامائٹ سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے' جس کے مظاہر دنیا بھر میں جابجا دکھائی دیتے ہیں' ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ: ''الکفر ملۃ واحدۃ'' کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی' تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون ومحافظ ہیں اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے حیلے بہانے سے حرکت میں لایا جاتا ہے' اس لئے ہر مسلمان یہ نوٹ کرلے کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی کسی اسلامی ملک کا وفادار شہری نہیں ہوسکتا' ہرگز نہیں ہوسکتا' اس لئے کہ ہر قادیانی' اسلام کے قلعہ کو مسمار کرکے قادیانیت کا قصر تعمیر کرنا' اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے' چونکہ خود قادیانیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ ان کے مذہب کی ہر چیز اسلام سے جدا ہے' لہٰذا وہ خود کہتے ہیں کہ انہیں خدا' رسول' نماز' روزہ ہر چیز میں مسلمانوں سے اختلاف ہے' ذرا غور کیجئے! کہ جس گروہ کے اراکین خدا اور رسولؐ کے حوالے سے آپ سے متفق نہ ہوں' وہ ملک وملت کے حوالے سے کارپردازانِ مملکت سے کیا خاک متفق ہوں گے؟ بلکہ وہ تو اُلٹا پوری کوشش کریں گے کہ ایسے ملک اور ایسے افراد کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے جو ان کے عقائد کو جھوٹ کا پلندہ' ان کے مذہب کو سیاسی شعبدہ' ان کی عبادات کو ڈھکوسلا اور ان کی حرکات کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر اور ضرر رساں تصور کرتے ہوں' اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی کسی اسلامی ملک کا وفادار شہری نہیں ہوسکتا' محض ایک الزام نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے' اور یہی وہ نکتہ ہے جس پر حکومت کو بار بار غور کرکے درست فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اسرائیل میں یہودیت کے علاوہ قادیانی مذہبی مشن وہ واحد مذہبی مشن ہے جسے اپنے مذہبی عقائد پھیلانے کی مکمل اجازت حاصل ہے' قارئین کو اسرائیل میں قادیانی مشن کے ذمہ داران کی اسرائیل کے سربراہ سے ملاقات بخوبی یاد ہوگی' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیانیوں کے اسرائیل سے باہمی روابط بلکہ گویا برادرانہ روابط ہیں' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صہیونیت اور قادیانیت عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہیں' مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی ستم رانیوں سے جبین تاریخ عرق آلود ہے' جبکہ ایشیا میں قادیانیت کی لن ترانیاں عالم اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں' یہ دونوں سفید سامراج کی پیداوار اور اس کے آلہ کار ہیں' دونوں کے درمیان اتحاد وتعاون اور یک جہتی وہم آہنگی پائی جاتی ہے' اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ہے' قادیانی' اسرائیلی گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روزافزوں ہیں' دہشت گردی کے واقعات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے اور اسرائیل کی فوج کی نگرانی میں قادیانیوں کے دہشت گردی کی تربیت پانے کی خبریں اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں' اس لئے قادیانیت ایک دہشت پسند تنظیم ہے' اور اس کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقصد میں اس کی معاون ثابت ہوسکے' خواہ وہ یہودیوں کی صہیونی تحریک ہو یا کوئی اور اسلام مخالف تحریک' پھر چونکہ قادیانی گروہ کے اراکین اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں' اس لئے وہ ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام اٹھاتے ہیں اور نچلی سطح کے قادیانی افسران اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں موجود ان کے گماشتے اس کی تکمیل کرتے ہیں' اس صورت حال میں ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صہیونیت کی طرح ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے اس کی تمام سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے' اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو' اس کے ارکان کی نقل وحرکت پر کڑی نظر رکھی جائے اور ملک وملت کے باغی ان افراد کا اگر ایسی بیرونی سازشی جماعت سے رابطہ اور گٹھ جوڑ ثابت ہوجائے جو اسلام اور پاکستان کے خلاف کارروائیوں میں ملوث ہو' تو ملک وملت کے باغی افراد کو بغاوت کے جرم میں سزا دی جائے۔

اسلام میں ازلی گناہ کا کوئی تصور نہیں

رومن کیتھولک عیسائی عقیدے کی حامل برطانوی دوشیزہ سارہ جوزف کو فقط سولہ برس کی عمر ہی سے اسلام میں غیر معمولی کشش محسوس ہونے لگی تھی' جس کے نتیجے میں اس نے بالآخر عین نوجوانی میں اسلام قبول کرلیا۔ زیرنظر مضمون میں سابقہ سارہ جوزف نے ان حالات اورواقعات پر روشنی ڈالی ہے جواس کے لئے قبول اسلام کا باعث بن گئے۔

سارہ محمود

میں ہمیشہ سے بہت مذہبی واقع ہوئی ہوں' میری امی کا کہنا ہے کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا جب میں نے خدا کا ذکر نہ کیا ہو' دوپہر کے کھانے کے وقفے میں' عشائے ربانی کی رسوم ادا کرنے کی غرض سے میں عام طور پر گرجا گھر چلی جاتی تھی' اتوار کو علی الصباح بیدار ہو کر عبادت کے لئے جانا بھی میرے معمولات میں شامل تھا' میرے والدین کو مذہب سے میری اس شیفتگی کی کچھ زیادہ پروانہ تھی' کیونکہ وہ دونوں میری طرح مذہب سے اتنی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔

دس برس کی عمر میں مجھے یہ احساس ہو چلا تھا کہ ایٹمی اسلحہ انسانیت کے لئے کتنی بڑی تباہی لاسکتا ہے' چنانچہ چھوٹی سی عمر ہی سے میں نے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے خلاف کئے جانے والے احتجاجی مظاہروں میں شریک ہونا شروع کردیا تھا' میں اس زمانے میں سابق امریکی صدر رونالڈ ریگن' روس کے یوری اندروپوف اور سابق برطانوی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر کے نام خطوط میں ان سے درخواست کرتی تھی کہ وہ اپنے اپنے ایٹمی اسلحے کے ذخیروں کو تباہ کردیں۔

سماجی انصاف کا مجھے نہایت گہرا شعور حاصل تھا اور مجھے پختہ یقین اور اعتماد تھا کہ میں بالکل صحیح نظریات اور درست انداز فکر کی حامل ہوں۔

اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ بہت چھوٹی عمر سے مجھے بڑوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا موقع ملا گیا تھا کیونکہ میری والدہ ایک ماڈلنگ ایجنسی چلا رہی تھیں۔ سچ پوچھئے تو میری پرورش اور تربیت بھی وہیں ہوئی ہے۔

ہمارے مکان پر سب ہی مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کا آنا جانا تھا' ان میں یہودی' عیسائی اور مسلمان سب ہی شامل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میں اور میرے دیگر بہن بھائی مذہبی تعصبات سے ہمیشہ دور ہی رہے۔ اس کا اندازہ آپ کو اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ میرے بھائی کو بھارت کی ایک مسلمان لڑکی سے اتنا شدید عشق ہوگیا کہ اس سے شادی کی غرض سے اس نے اسلام قبول کرلیا۔

میرے والدین نے تو اپنے بیٹے کے اس فیصلے پر کوئی بڑا ہنگامہ برپا نہیں کیا' تاہم میں نہ جانے کیوں بہت زیادہ خوف زدہ ہوگئی۔

کچھ عرصے بعد میری بھاوج حاملہ ہوگئی' بچے کی پیدائش کے بعد اس کا جو نام رکھا گیا وہ میرے لئے قطعاً اجنبی اور نامانوس سا تھا۔

اپنی پرورش اور مذہبی رجحانات کے سبب میں خود ہی اپنے تعصبات کا شکار ہوتی جارہی تھی' میں نے اس صورت حال کو ذہنی طور پر اب تک قبول نہیں کیا تھا' بہرکیف جس انداز سے میری تربیت ہوئی تھی' اس نے مجھے یہ سمجھنے میں بڑی مدد دی کہ: ''دنیا میں ہر خوف کی بنیاد درحقیقت لاعلمی پر ہی ہوتی ہے۔''

چنانچہ اپنی اس لاعلمی کو دور کرنے کی غرض سے میں نے اسلام کے بارے میں معلومات کی تحقیق اور تلاش شروع کردی۔

اس مطالعے اور تحقیق کے دوران یہ حقائق بھی مجھ پر منکشف ہوئے کہ کیتھولک چرچ کی تاریخ میرے لئے قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔

یہ سب کچھ میرے لئے بہت تکلیف دہ تھا گویا ایک ایسے عقیدے پر میرا ایمان ختم ہو چکا تھا جو کبھی میرے لئے خوشی اور مسرت کا سرچشمہ تھا' چند لمحوں کے لئے میں نے محسوس کیا جیسے میں برزخ میں ہوں' عجیب عجیب طرح کے خیالات ذہن کو ستانے لگے۔ آخر مذہب کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم کسی مذہب اور عقیدے کے بغیر ہی خدا کے وجود پر یقین کرکے اس کی عبادت کرتے رہیں۔

بہر طور جوں جوں میں اسلام کا مطالعہ کرتی گئی اس میں دلچسپی اور کشش بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہ عیسائیت سے بہت حد تک مشابہ ہونے کے باوجود اس سے مختلف بھی ہے۔ اسلام میں عیسائیت کی طرح گناہ ازلی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ کیتھولک چرچ کی تعلیمات میں موجود ازلی گناہ کے تصور کو میرے ذہن نے کبھی قبول نہیں کیا تھا۔ میرے نزدیک یہ ایک فضول سی بات تھی۔ چنانچہ جب میں نے قرآن میں ''ازلی گناہ'' کے حوالے سے کوئی آیت نہیں دیکھی تو مجھے بڑی طمانیت کا احساس ہوا۔

یوں اسلام سے میری وابستگی رفتہ رفتہ بڑھنے لگی اور میں خود کو اس کی تعلیمات سے زیادہ قریب محسوس کرنے لگی تھی۔ تاہم ابھی تک وہ لمحہ نہیں آیا تھا' جب میں اسے باقاعدہ طور پر قبول کرنے کے بارے میں کچھ سوچ سکوں یا کوئی واضح فیصلہ کر سکوں' وہ گھڑی ابھی نہیں آئی تھی۔

(بہرحال وہ لمحہ بھی آ گیا)' جب میں نے اپنے والدین کو ان خیالات سے آگاہ کیا تو گویا ان پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ میرے بھائی نے عشق میں مبتلا ہو کر اپنا مذہب تبدیل کیا تھا لیکن میں تو ایسا کچھ نہیں کر رہی تھی' میں تو صرف مذہب کے نظریے کے تحت ایسا کر رہی تھی' لیکن یہ سب کچھ برداشت کرنا ان کے لئے خاصا مشکل تھا' سر پر حجاب لینے کو یہ لوگ ناگوار تصور کرتے تھے' کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایک ماڈل ایجنٹ کی بیٹی' جس کی عمر فقط سولہ برس ہو' حجاب سر پر رکھے جا رہی ہے؟

بہرحال میرے نزدیک اس کی بڑی اہمیت تھی۔ آپ کسی شخص کے بارے میں اس کی گفتگو اور بات چیت سے اندازہ لگاتے ہیں نہ کہ اس کے ظاہری اطوار اور لباس سے۔ انسان کے پاس اپنی پسند اور ناپسند کے انتخاب کی آزادی ہونا ضروری ہے' چنانچہ جہاں تک عبادت روزے اور حجاب پہننے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مکمل آزادی پر یقین رکھتی ہوں (کہ ایک مسلمان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کے مطابق لباس اور رہن سہن رکھنے کی مکمل آزادی حاصل ہے)۔

جب میں اکیس برس کی عمر کو پہنچی تو محمود سے میرا تعارف ہوا' جواب میرے شوہر ہیں۔ ان کے ایک دوست کا یہ خیال بجا طور پر صحیح اور درست ہے کہ ہم خیال اور ہم مسلک لوگ زیادہ بہتر ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے محمود سے شادی کا فیصلہ کر لیا' ہم دونوں کے والدین نے ہمیں اپنی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کیا' ہماری شادی کو آپ جدید طرز کی طے شدہ شادی قرار دے سکتے ہیں۔

گیارہ ستمبر کے بعد ہم دونوں لیکچر دینے کی غرض سے دورے پر روانہ ہو گئے' اسی دوران اسلام کے بارے میں جاننے اور اس کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کا ایک جذبہ اور جنون مغرب میں پیدا ہو چلا تھا۔ ہم دہشت گردی اور تشدد کی بھرپور مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت بھی کیا کرتے تھے کہ مسلمان ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اور ایک مسلمان کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہوتے ہیں؟ اس طرح ہمارے جذبات کی عکاسی بھی ہو جایا کرتی تھی۔

میرے سب سے چھوٹے بچے کی عمر اس وقت فقط تین ہفتے تھی اور بعض اوقات لیکچر دینے کے دوران مجھے بچے کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھنا پڑتا تھا' رفتہ رفتہ میں نے محسوس کیا کہ جن باتوں اور چیزوں کے ہم مخالف ہیں' صرف ان کا تذکرہ کر کے ہم اپنے آپ کو ٹھیک طور سے متعارف کروانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ہمیں لوگوں کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ ہمارا بنیادی مقصد اور حقیقی نصب العین کیا ہے؟ مسلم کمیونٹی اس قدر متنوع ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کمیونٹی کا احساس خودی اور مخصوص کلچر کے حوالے سے اس کا شعور و ادراک بھی بڑھتا جا رہا ہے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ''امید'' کے عنوان سے ایک میگزین جاری کیا' جس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی کہ مسلمان دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی مانند بالکل نارمل ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم مسلمان کمیونٹی میں نئی زندگی اور ایک خوشگوار مستقبل کا پیغام عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اس میگزین کو توقع سے کہیں بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی اور اب غیر مسلم بھی اسے خرید کر پڑھتے ہیں۔

یہ سب کچھ بہت اچھا لگ رہا ہے۔ ان نوجوان مسلمانوں کی بھی اپنی ایک آواز' ان کے اپنے ملک میں ہونا بہت ضروری تھی۔ اس طرح وہ برطانوی معاشرے سے اجنبیت اور الگ تھلگ ہونے کے محسوسات سے خود کو آزاد کر پائیں گے۔

میں مغربی اور اسلامی دونوں ہی طرح کے کلچر سے بخوبی آشنا ہوں' اسی لئے اسے اپنی بنیادی اور اہم ذمہ داری تصور کرتی ہوں کہ ان دونوں مذاہب یعنی اسلام اور عیسائیت کے پیروکاروں کے مابین سنجیدگی کے ساتھ مکالمہ' تبادلۂ خیال اور گفت و شنید ہونا چاہیے۔

دنیائے عیسائیت کو کوئی نہ کوئی موقف تو اختیار کرنا ہی ہوگا' ایک ایسا موقف جو ایسی دنیا کی تخلیق کو ممکن بنا سکے جہاں بچے آزادی کے ساتھ پروان چڑھ سکیں اور اگر وہ چاہیں تو اسلام کو قبول بھی کر سکیں' ایسی ہی دنیا ہم سب کے لئے ایک محفوظ مقام ثابت ہو سکتی ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نام‘ نسب‘ خاندان:

آپ کا نام نامی اسم گرامی علیؓ‘ کنیت ابوالحسن اور ابوتراب‘ لقب اسداللہ حیدر اور مرتضیٰ‘ والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ ہے‘ آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر قریب ہے کہ مصطفیٰ و مرتضیٰ ایک دوسرے کے عم زاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔

ابتدائی حالات:

آپ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلہ بنو ہاشم کے سامنے اسلام پیش کیا تو حضرت علیؓ نے سب سے پہلے آپ کی دعوت پر لبیک کہا‘ اس وقت ان کی عمر مختلف مورخین کے قول کے مطابق آٹھ سال‘ نو سال یا دس سال تھی‘ تاہم ان کا یہ مومنانہ و جرأت مندانہ کارنامہ قبل از بلوغ کا ہے اور بقول ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن انہوں نے ابھی تک اپنی عمر کی تیرہ بہاریں نہیں دیکھی تھیں۔

جناب ابوطالب کثیر العیال تھے۔ معاش کی تنگی نے پریشان کر رکھا تھا‘ جب مکہ میں قحط پڑا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب چچا کی عسرت سے متاثر ہو کر اپنے دوسرے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ہمیں اس مصیبت و پریشانی میں ابوطالب کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے جعفر بن ابی طالب کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنی آغوش کفالت و تربیت میں لے لیا۔ چنانچہ وہ اس وقت سے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

جستہ جستہ واقعات و حالات:

چونکہ آغوش نبوت میں تربیت پائی تھی‘ اس لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار صفات آپ میں منعکس ہوئیں‘ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں سے اعلیٰ درجہ کے فصیح و بلیغ اور اونچے درجہ کے خطیب تھے اور شجاعت و بہادری میں مثالی حیثیت رکھتے تھے‘ اس درجہ کے بہادر اور دلیر تھے کہ جس رات نبوت کے بدر منیر نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو

مولانا محمد عبداللہ

حضرت علیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پُر خطر پر رات گزاری۔

ہجرت کے دوسرے سال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ بنت حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے آپ کا نکاح کر دیا‘ جن سے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، زینب کبریٰؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر وقت قریب قریب رہتے اور اکثر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے تحریر کرتے تھے‘ سوائے غزوۂ تبوک کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

دراصل ۹ ہجری میں جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کا قصد فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم دیا۔ شیر خدا کو شرکت جہاد سے محرومی کا غم تو تھا ہی‘ منافقین کی طعنہ زنی نے اور بھی رنجیدہ کیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حال معلوم ہوا تو ان کا غم دور کرنے کے لئے فرمایا: علی! کیا تم اسے پسند نہیں کرو گے کہ میرے نزدیک تمہارا وہ رتبہ ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا‘ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا اور سب نے بیعت کی تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے مشیر و معاون رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی حضرت علیؓ کی رائے اور مشورہ کی بہت اہمیت تھی اور اکثر کام ان کے مشورہ سے کئے جاتے تھے۔

۳۵ ہجری میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے مسند خلافت کو زینت بخشی‘ چار سال نو ماہ تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۱۸/ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں زہر آلود

تلوار کا زخم کھا کر ۲۱/ رمضان المبارک کو جام شہادت نوش کیا اور کوفہ کے قریب ہی مقام نجف میں مدفون ہوئے۔

حضرت علیؓ کے فضائل ومناقب:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بچپن ہی سے درسگاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا' جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا اور سفر وحضر میں صحبت نبویؐ میں رہ کر خوب خوب اکتساب فیض کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بارگاہ رسالت میں جناب امیرؓ کے اس تقرب و تربیت کو ان کے فضائل کی اصلی بنیاد قرار دیا ہے اور مسند امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل میں اس کثرت سے روایات ہیں کہ کسی دوسرے صحابی کے متعلق اس کثرت سے نہیں۔

غرض حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ابتداء ہی سے علم وفضل کے گہوارہ میں تربیت پائی تھی' اس لئے صحابہ کرامؓ میں آپ غیر معمولی تبحرانہ فضل وکمال کے مالک اور "انا مدینة العلم وعلی بابها" اور بروایت جامع ترمذی' مناقب علی المرتضیٰ "انا دار الحکمة و علی بابها" کہ میں علم وحکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں' کے طغرائے خاص سے ممتاز ہوئے۔ گو محدثین کرام نے ان روایات میں صحت کے اعتبار سے کلام کیا ہے' تاہم فضائل و مناقب کے سلسلہ میں محدثین کرام کے ہاں خاصا توسع پایا جاتا ہے۔

تفسیر وعلوم القرآن:

اسلامی علوم ومعارف کا اصل سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس سرچشمہ سے پوری طرح سیراب اور ان صحابہ میں سے تھے' جنہوں نے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نہ صرف پورا قرآن زبانی یاد کرلیا تھا' بلکہ اس کی ایک ایک آیت کے معنی اور شان نزول سے واقف تھے اور صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سوا اس کمال میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

قرآن پاک سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا' اسی طرح علم ناسخ اور منسوخ میں آپ کو کمال حاصل تھا' اور جن لوگوں کو اس میں درک نہ ہوتا' ان کو درس و وعظ سے روک دیتے تھے۔

علم حدیث:

جناب علی المرتضیٰ نے بچپن سے لے کر وفات نبویؐ تک کامل تیس سال حضرت شارع علیہ السلام کی خدمت و رفاقت میں بسر کئے' اس لئے حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ کر اسلام کے احکام و فرائض اور ارشادات نبویؐ کے سب سے بڑے عالم آپ ہی تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تقریباً تیس سال تک ارشادات و افادات کی مسند پر جلوہ گر رہے' اس لئے تمام خلفاء میں احادیث کی روایت کا زمانہ آپ کو سب سے زیادہ ملا' مگر اپنے پیش رو خلفاء و اکابر صحابہ کرامؓ کی طرح احادیث کی روایت میں غایت درجہ محتاط اور متشدد تھے' اس لئے دوسرے کثیر الروایہ صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں آپ کی روایتیں بہت کم ہیں' چنانچہ آپ سے کل ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں۔

فقہ واجتہاد:

فقہ واجتہاد کے لئے کتاب وسنت کے علم کے ساتھ سرعت فہم' دقیقہ سنجی اور انتقال ذہنی کی بڑی ضرورت ہے اور حضرت علیؓ کو یہ کمالات خداداد حاصل تھے۔ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی تہہ تک آپ کی نکتہ رس نگاہ آسانی سے پہنچ جاتی تھی۔ اس قسم کے بے شمار واقعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں نقل کئے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ درج ذیل ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مرتبہ ایک مجنون زانیہ عورت پیش کی گئی' حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں' کیونکہ مجنون (پاگل) حدود شرعی سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے ارادے سے باز آ گئے۔

قضا اور فیصلے:

مقدمات کا فیصلہ کرنے اور حق و انصاف کا دامن تھامے رہنے میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کی استعداد اور قابلیت عطا فرمائی تھی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سب سے موزوں فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں اور سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا حضرت علیؓ کو قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے حضرت علیؓ کو "اقضاهم علی" کی سند مل چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں۔

علم اسرار وحکم:

حضرت علی المرتضیٰؓ کو خدائے بزرگ و برتر نے شریعت مصطفویہ کے اسرار ومعارف پر اطلاع کے سلسلے میں بھی خوب نوازا تھا' وہ کلی طور پر شریعت پر ایک مبصرانہ نگاہ ڈال کر ایک کلی اصول طے کرلیتے تھے' چنانچہ انہیں احکام اسلام کی جزوی مصلحتوں اور ان کی تلاش وجستجو کی ضرورت نہیں

رہتی تھی' بلکہ اسی قاعدہ وکلیہ کے تحت جزوی مصلحتوں تک رسائی ہوجاتی تھی۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسے بہت سے علماء گزرے ہیں جن کو یہ خداداد صلاحیت وقابلیت حاصل رہی ہے' مگر حضرت علیؓ کا پایہ ان سب میں بلند ہے۔

تصوف:

تصوف کے اکثر سلسلے سینہ مرتضوی پر جاکر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے اقوال و ارشادات' آپ کے خطبات اور درس و وعظ اور آپ کے مواعظ و نصائح اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ چنانچہ تصوف جو مذہب کی جان' شریعت کی روح اور جو خواصان امت کا حصہ ہے' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے حقائق و معارف بہت خوبی سے بیان کئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ خلافت سے پہلے حضرت ممدوح کو اس میں بے حد انہماک تھا' مگر خلافت کا بوجھ سنبھالنے اور اس کی جاں گسل ذمہ داری قبول کرنے کے بعد اس کی مصروفیت نے ان کو اس فن کی تفصیل بیان کرنے کی فرصت نہ دی۔

تقریر وخطابت:

اس فن کے تو آپ بادشاہ تھے' یہ خداداد ملکہ آپ کو اس کمال کا حاصل تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل پر بڑے بڑے مجمعوں میں اس قدر خطیبانہ' مدلل اور موثر فی البدائہ تقریر فرماتے کہ سوئی ہوئی ہمتیں جاگ اٹھتیں' درماندہ و بزدل افراد میں نیا جوش و ولولہ اور جذبہ جہاد پیدا ہوجاتا اور غفلت شعار انسان خدا یاد بن جاتے' زور تقریر اور حسن خطابت بلکہ فصل الخطاب کے نہایت عمدہ نمونے نہج البلاغۃ میں ملتے ہیں۔

شاعری:

آپ بالغ النظر اور آزمودہ کار وکہنہ مشق شاعر بھی تھے' آپ کی طرف منسوب ایک دیوان اور مجموعہ کلام مطبوع ملتا ہے' جس کی صحت مشکوک ہے' تاہم جو اشعار صحت ثبوت سے مزین ہیں' ان سے آپ کی طبیعت کی موزونیت کا پتا چلتا ہے' مثلاً معرکہ خیبر کے موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا:

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ

کلیث غابات کریہ المنظرۃ

علم نحو کی ایجاد:

علم نحو کی ایجاد حضرت المرتضیٰ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے ایک شخص کو قرآن پاک غلط پڑھتے سنا تو اپنے شاگرد ابوالاسود الدائلی کو چند قواعد کلیہ بتاکر اس فن کی تدوین پر مامور کیا۔ آپ نے فرمایا: "کل فاعل مرفوع وکل مفعول منصوب وکل مضاف الیہ مجرور۔"

اخلاق وعادات:

حضرت علی المرتضیٰؓ نے ایام طفولیت ہی سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عاطفت میں تربیت پائی تھی' اس لئے وہ قدرتاً محاسن اخلاق اور حسن تربیت کا نمونہ تھے' نہ آپ کی زبان کبھی کلمہ شرک وکفر سے آلودہ ہوئی اور نہ آپ کی پیشانی غیر خدا کے آگے جھکی۔ شراب جو عرب کی گھٹی میں تھی' اسلام سے قبل بھی آپ کی زبان اس سے لذت آشنا نہ ہوئی۔

امانت ودیانت:

آپ ابتدا ہی سے امین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو ان امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علیؓ کے سپرد فرمائی۔

اپنے عہد خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت یعنی بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی' اس کا اندازہ حضرت ام کلثومؓ کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ نارنگیاں آئیں' حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے ایک نارنگی اٹھالی۔ جناب امیرؓ نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کردی۔

اسی طرح حضرت امیر المومنینؓ کے زمانے میں بیت المال کے خزانچی حضرت علیؓ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ آپ کی بیٹی زینبؓ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر موتیوں کا ہار زینت حاصل کرنے کے لئے ادھار منگوایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے گلے میں یہ ہار پہچان کر مجھے بلابھیجا اور ہار واپس کرانے کے علاوہ مجھے اور اپنی بیٹی کو ڈانٹا کہ مسلمانوں کی رضامندی اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے مشترکہ مال میں سے کسی چیز کا استعمال جائز نہیں۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں' مگر دامن ورق وقرطاس تنگ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ:

بظاہر حضرت علیؓ دنیاوی دولت سے تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے' مگر دل غنی تھا اور اصل دولت مندی تو دل کی دولت مندی ہی ہے' آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ کئی دن کے فاقے کے بعد اگر کچھ قوت لایموت حاصل ہوئی بھی تو سائل کی صدا سن کر کھانا اس کی نذر کردیا۔

اسی قسم کے ایک واقعہ کا اشارہ درج ذیل آیت میں ملتا ہے جو اس کا شان نزول ہے اور جس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح وستائش کے سلسلہ میں خدائی مژدہ کہا جاسکتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

’’اور اس کی محبت میں وہ مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔‘‘

(سورۂ دہر)

شجاعت:

شجاعت و بسالت اور بہادری و دلیری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ممتاز وصف تھا۔ آپ نے تمام اہم غزوات میں شریک ہوکر بہادری کے جوہر دکھائے اور خیبر کی فتح تو آپ کے جنگی کارناموں میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے، جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

چنانچہ اگلے دن یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرمایا، جنہوں نے مرحب نامی پہلوان و شہسوار کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خیبر کا ناقابل تسخیر قلعہ فتح کیا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی اس کی آرزو اور دعا کرتی رہی کہ خدا کرے کہ قرعہ فال میرے نام نکلے، مگر:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اصابت رائے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ صائب الرائے بھی تھے اور آپ کی اصابت رائے پر عہد نبوت ہی سے اعتماد کیا جاتا تھا۔ واقعۂ افک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے رازداروں میں سے جن لوگوں سے مشورہ طلب کیا، ان میں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں بھی وہ ان کے مشیر رہے، حضرت عمرؓ کو ان کی رائے پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو حضرت علیؓ سے مشورہ کرتے تھے، ایک موقع پر فرمایا:

’’اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا آپ کے فیصلے کو بحال رکھا، چنانچہ اس قسم کے ایک فیصلے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرے نزدیک بھی اس کا فیصلہ وہی ہے جو علیؓ نے کیا۔‘‘

اسی طرح ان کے ایک فیصلہ پر خوش ہوکر فرمایا: ’’اس خدا کا شکر ہے، جس نے ہم اہل بیت کو حکمت سکھائی۔‘‘

مختصر یہ کہ حضرت علیؓ مجمع اوصاف حمیدہ، اخلاق عالیہ اور بمقتضائے فیض صحبت نبوی منبع فیض وکمالات تھے۔

☆☆..............☆☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، اس دوران جب وہ حضور علیہ السلام کے پاس تھے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: یہ ابوذرؓ ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اے اللہ کے فرشتے! تم جانتے ہو کہ یہ ابوذرؓ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی! جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا کہ ابوذرؓ آسمان والوں میں زمین والوں سے زیادہ مشہور ہیں، اور یہ اس دعا کی وجہ سے ہے جو یہ دن میں دو مرتبہ کرتے ہیں اور فرشتے اس (دعا) پر تعجب کرتے ہیں، پس ان کو بلائیں اور اس دعا کے متعلق پوچھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذر! کیا ایسی دعا ہے جو تم دن میں دو مرتبہ کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! میں نے کسی انسان سے نہیں سنی اور میں انہیں دن میں دو مرتبہ پڑھتا ہوں، میں قبلہ رخ ہوتا ہوں، کچھ دیر سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر، اور اللہ کی تعریف کرتا ہوں، اس کے بعد یہ چند کلمات کہتا ہوں:

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ایمان کی ہمیشگی کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں عاجزی کرنے والے دل کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں علم نافع کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں پختہ یقین کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں سیدھے دین (راستے) کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہر مصیبت سے بچاؤ کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں مکمل اور دائمی عافیت کا۔

☆......اے اللہ! میں آپ کا شکر بجالاتا ہوں حفاظت کرنے پر۔

☆......اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں لوگوں پر مالداری کا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی امت میں سے جو بھی اس دعا کو پڑھے گا، اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ اور زمین کی ریت کے برابر ہوں اور جو بھی آپ کی امت میں سے مرتا ہے اور اس کے دل میں یہ دعا ہو، تو جنتی اس سے ملنے کے خواہاں ہوتے ہیں، اس کے لئے دو فرشتے استغفار کرتے ہیں، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے پکارتے ہیں: اے اللہ کے ولی! جس دروازے سے جی چاہے داخل ہوجا۔ (کنز العمال)

پہلی قسط

علامات قیامت

حضرت مولانا حامد میاںؒ

"وانہ لعلم للساعۃ"

(سورۂ زخرف)

ترجمہ:...... "اور وہ نشان ہے قیامت کا۔"

اس کی مختصر تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح علیہ السلام کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدوں باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا' ان کے نزول سے لوگ معلوم کرلیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آگئی ہے۔"

احادیث مقدسہ میں علامات قیامت بہت بتلائی گئی ہیں' لیکن ان میں ترتیب کیا ہوگی؟ اور ایک علامت سے دوسری علامت تک کتنا فصل ہوگا؟ اس کی صراحت بہت کم علامات میں فرمائی گئی ہے۔

احادیث کی سب کتابوں میں کتاب الفتن موجود ہے اور اس میں "باب العلامات بین یدی الساعۃ" یعنی قیامت سے پہلے وجود میں آنے والی علامتوں کا باب موجود ہے۔

علمائے کرام کو حق تعالیٰ جزائے خیر دے! کہ انہوں نے یہ بھی کوشش کی کہ یہ علامات یکجا کردی جائیں اور ان میں کیا ترتیب ہوگی؟ وہ بھی ذکر کردی جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے مفید رسالہ وہ ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے' اس میں بہت سی احادیث سے استفادہ کرکے ایک مضمون کی شکل دے دی ہے' اسی سے اقتباس کرکے یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔

قرب قیامت کی علامات میں فسق وفجور بڑی علامت ہے' اس کی تھوڑی سی تشریح عرض کرتا ہوں۔ "کفر" اور "فسق" دو لفظ ہیں' بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کفر کا تعلق عقیدہ سے ہے اور فسق کا تعلق فقط اعمال سے ہے۔ کوئی آدمی خلاف شرع کام کرتا ہو تو اسے فاسق کہا جاتا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ فسق کا تعلق عقیدہ اور عمل دونوں سے ہوتا ہے۔ عقیدہ کا فسق یہ ہے کہ انسان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بتلائے ہوئے عقائد سے ہٹ جائے۔ جب وہ ان عقائد سے ہٹے گا تو فسق فی العقیدہ میں یعنی بدعت اعتقادی میں مبتلا ہوجائے گا اور کبھی کبھی یہ فسق فی العقیدہ کفر تک بھی پہنچا دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بتلائے ہوئے عقائد وہی ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے ہیں اور ان پر ساری امت قائم چلی آرہی ہے' اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔ خروج' روافضیت' جہمیت' اعتزال اور فرقہائے جبریہ' قدریہ' مرجیہ' کرامیہ سب اسی اصول سے ہٹنے سے پیدا ہوئے' ان فرقوں میں بہت سے فرقے فسق تک گمراہی میں مبتلا ہوئے اور بہت سے حد کفر تک آگے چلے گئے' جو طبقہ صحابہ کرامؓ سے حد فسق تک ہٹے وہ بدعتی بھی کہلاتے ہیں۔

غرض جس طرح اعمال میں فسق ہوتا ہے' اسی طرح عقائد میں بھی ہوتا ہے۔ ان دونوں کا فروغ علامات قیامت میں سے ہے' علامات قیامت میں جو بداعمالیاں صراحتاً احادیث میں شمار کرائی گئی ہیں' وہ یہ ہیں:

"ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو' خیانت کا عام ہونا' جوا' شراب' ناچ اور گانے کی کثرت' مردوں کا ناجائز حد تک عورتوں کا مطیع ہونا' اولاد کی نافرمانی' نااہلوں کے ذمہ وہ کام لگانا جس کے وہ اہل نہ ہوں' اپنے اسلاف پر طعن' مساجد کی بے حرمتی' جھوٹ کو ایک فن کا درجہ دینا' گالم گلوچ کی کثرت' دلوں میں شرم وحیا' امانت و دیانت کی کمی وغیرہ۔"

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا' جس سے پناہ لینی مشکل ہو' اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں' ایک تو یہ کہ حکام' انتظامیہ اور عدلیہ سب ہی ظالم ہوجائیں' دوسرے یہ کہ آپس میں خانہ جنگی ہو' جرم کسی کا ہو' مارا کوئی اور جائے' یا اور اس قسم کی صورتیں۔

یہ سب باتیں ہر سلیم الفطرت شخص کے نزدیک معیوب ہیں اور اسلام میں گناہ حرام یا قابل تعزیر وحد ہیں' جس قوم میں یہ پائی جائیں وہ روبہ زوال ہو جاتی ہے اور بڑھ جائیں تو تباہ ہو جاتی ہے۔

پہلے زمانوں (قرون وسطیٰ) میں بھی یہ باتیں پائی گئی ہیں' لیکن افراد میں تھیں یعنی بہت کم' اور جب ان میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو پوری مسلم قوم پر زوال آ گیا' حکومتیں چھنتی چلی گئیں حتیٰ کہ پوری دنیا میں کوئی بھی مسلم سلطنت اپنی آزادی پر قائم نہ رہ سکی۔

مذکورہ بالا خرابیوں کے پائے جانے پر عیسائیوں کے غلبہ کی خبر احادیث میں آئی ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

"جب یہ تمام علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے' اور ایسا واقعہ ہو چکا ہے' دنیا بھر کی سب مسلم سلطنتیں تباہ ہو گئیں اور عیسائی چھا گئے۔"

اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ خرابیاں تو ہماری قوم میں باقی تھیں پھر عیسائیوں کا غلبہ کیسے ہٹا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے مظالم زیادہ ہو گئے انہوں نے پوری دنیا کو کھلونا بنا لیا اور غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا اور ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی تھی:

"اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا' کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔"

(یعنی نہایت سریع التاثیر ہوتی ہے)۔

عیسائیوں کے پوری دنیا پر چھا جانے کے بعد سمٹ جانے کی وجہ بظاہر یہی ہے کہ ان کے مظالم بڑھ گئے تھے' انہوں نے اقوام عالم کو محکوم ہی نہیں بلکہ انہیں غلام بھی بنا لیا تھا۔ الجزائر' ویت نام' کوریا وغیرہ سب ان کے کھلونے بنے رہے ہیں اور اسرائیل کا ناسور ان ہی کا پیدا کردہ ہے۔

اگرچہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں' وہ بھی دور فتن ہی ہے' طرح طرح کے فرقے نمودار ہو رہے ہیں' اتباع سلف کے بجائے اپنی خواہش پر چلنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے' جو شخص تھوڑا بہت علم حاصل کر لیتا ہے' وہ تنقید و جرح کی وادی پُر خار کی راہ لیتا ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف کو چھوڑ کر اپنی شخصیت سازی میں لگ جاتا ہے' یہی وہ بیماری ہے جو سب فتنوں' بدعات اور اختلافات کی جڑ ہے' کثرت نشر و اشاعت نے اسے مرض متعدی بنا دیا ہے' ایک غلطی اور بدعت کی اصلاح نہیں ہونے پاتی کہ کوئی اور نئی بدعت کسی اور رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے یا کوئی اور نیا فرقہ باطلہ ابھرنے لگتا ہے' آخر اس دور کا منتہیٰ کہاں ہو گا؟

دور فتن سے احادیث میں ایسا زمانہ بھی مراد ہوتا ہے جس میں ایسی گڑ بڑ ہو کہ عقلمند شخص بھی حیران رہ جائے' ایک پہلو کی اصلاح ہونے سے پہلے دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہو جائے یا ایک پہلو کی اصلاح میں دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہونے کا احتمال نظر آئے۔ اس دور میں بھی یہی حالت جاری ہے' کوئی واضح راستہ کسی کے سامنے نہیں ہے اور کوئی راہ بے خار نہیں رہی۔

لیکن احادیث مقدسہ کی روشنی میں یوں لگتا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمان سنبھلتے ہی چلے جائیں گے' کیونکہ انہیں عروج کی طرف جانا ہے' تقدیرات الٰہیہ ظہور میں آتی ہیں' مسلمان اگر خود نہ سنبھلنے پر مجبور کریں گے۔ یہ ایک بہترین فاتح قوم بننے والی ہے اگرچہ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پوری طرح خود کفیل نہ ہو پائیں گے' درمیان ہی میں دنیا کے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ دنیا بھر کے مسلمان اور عیسائی آپس میں معاہدہ کریں اور کسی تیسری طاقت سے جنگ کریں اور فتحیاب ہوں۔ اب آنے والا طویل دور عروج کے ساتھ طویل عالمی جنگ کا بھی ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث شریف میں آتا ہے' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی' یثرب (مدینہ منورہ) کی بربادی ہو گی اور مدینہ شریف کی ویرانی جنگ کا پیش خیمہ ہو گی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہو گا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کا خروج ہو گا' پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے کندھے (مونڈھے) پر یا ران پر مارا' پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ سب حق ہے (یقیناً ہو گا) جیسے کہ تم یہاں موجود بیٹھے ہو (یعنی معاذ بن جبلؓ)۔" (ابوداؤد باب فی امارات ملاحم)

احادیث میں اکثر جگہ لفظ "فتنہ" سے آپس کی لڑائی اور خانہ جنگی مراد ہوتی ہے' اور "ملحمہ" سے وہ لڑائی مراد ہوتی ہے جو مسلمانوں کی دوسروں سے ہو۔

اس وقت اسرائیل نے بیت المقدس کو دارالخلافہ بنا لیا ہے' اس لئے اس کی آبادی کا عروج تو شروع ہو گیا۔

احادیث مقدسہ سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عیسائیوں کا مذہبی (یعنی عیسائیت کا) مرکز روم ہو گا اور ممکن ہے مادی مرکز بھی اسی کو بنا لیا جائے۔

مسلمان اور عیسائی دشمن پر فتح یاب ہونے کے بعد صرف دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے ایک بات کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر معاہدہ توڑ دیں گے اور مسلمانوں سے جنگ کریں گے چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب (ایسا وقت آئے گا کہ) تم اہل روم سے قابل اطمینان صلح کرو گے پھر تم اور وہ اپنے ایک دشمن سے لڑو گے تمہیں نصرت وغنیمت حاصل ہوگی اور بچ بھی جاؤ گے (سلامت رہو گے) پھر واپسی کے وقت ایک سبزہ زار میں جہاں ٹیلے ہوں گے ٹھہرو گے وہاں نصرانیوں میں سے ایک شخص صلیب بلند کرکے کہے گا کہ صلیب غالب آئی اس پر مسلمانوں میں سے ایک شخص کو غصہ آئے گا وہ صلیب توڑ دے گا اس وقت (صرف دو شخصوں کے جھگڑے پر اہل روم وعیسائی) معاہدہ توڑ دیں گے اور جنگ کے لئے جمع ہو جائیں گے۔"

(ابوداؤد باب ما یذکر من ملاحم الروم)

اس لڑائی میں عیسائیوں کو کامیابی ہوگی مسلمانوں کا زبردست نقصان ہوگا وہ اپنا ہدف مدینہ منورہ کو بنائیں گے کسی لائن سے وہ خیبر تک پہنچ جائیں گے مسلمانوں کا حکمران وفات پا جائے گا اس وقت جو کچھ ہوگا وہ اس حدیث میں آتا ہے:

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا تو ایک شخص (جو خلافت کا اہل ہوگا) مدینہ سے مکہ مکرمہ کو بھاگ جائے گا اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے اسے (گھر سے) نکالیں گے وہ اس معاملہ کو پسند نہ کرتا ہوگا (لیکن لوگ) ان سے رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے۔"

(ابوداؤد کتاب المہدی)

اس وقت شام میں جو حاکم ہوگا وہ ان کی مخالفت میں لشکر روانہ کرے گا حسد میں عیسائی حکومتوں کے ابھارے پر جو بھی صورت ہو۔

"شام سے ان کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا جائے گا اس لشکر کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔"

اس مضمون کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا:

"اے اللہ کے رسول! اس لشکر والوں کے ساتھ جو لوگ با مجبوری (مثلاً جبری بھرتی سے) آ گئے ہوں گے ان کا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: وہ بھی دھنسا دیئے جائیں گے لیکن ہر شخص قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔"

(ابوداؤد کتاب المہدی)

یعنی جو لوگ جبراً ساتھ لئے گئے ہوں گے ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی والی روایت میں ہے کہ: جب یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال (اولیائے کرام) اور عراق کے (بہترین لوگ) گروہ در گروہ ان کے پاس آئیں گے اور ان سے بیعت ہوں گے۔

ان کے مدد کرنے والے اہل ماوراء النہر بھی ہوں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص وراء النہر سے چلے گا اسے حارث کہا جاتا ہوگا وہ حراث (یعنی کاشت کرنے والا) ہوگا اس کے لشکر کے اگلے حصہ مقدمۃ الجیش پر مامور شخص کو منصور کہا جاتا ہوگا وہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ان کے مضبوطی سے جمنے کے لئے موثر طرح کام کرے گا جیسے (قبائل قریش نے اسلام قبول کرنے کے بعد) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (دین کے) لئے استحکام کا کام کیا ہر ایمان والے شخص پر اس کی مدد واجب ہے۔"

(ابوداؤد کتاب المہدی)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ماوراء النہر یعنی دریائے جیحون کے پار علاقوں میں اسلام نہایت جوش سے ابھر چکا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

"پھر ایک قریشی شخص ابھرے گا (اس کی ننھیال) اس کے ماموں بنو کلب ہوں گے وہ حضرت مہدی کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کرے گا۔ حضرت مہدی ان پر فتح پائیں گے یہ لشکر (درحقیقت) بنو کلب پر مشتمل ہوگا جو اس کے اموال غنیمت نہ حاصل کرے وہ خسارہ میں رہا۔" (ابوداؤد کتاب المہدی)

(جاری ہے)

پہلی قسط

حسن ادب اور اس کی اہمیت

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

بڑوں کا ادب واحترام' اساتذہ وشیوخ کا اکرام وخدمت گزاری اوران کا پاس ولحاظ ہمیشہ سے اکابر دین وعلمائے سلف کا امتیازی وصف رہا ہے' مگر آج آزادی کے غلط تصور اور مغرب زدگی کے اثر سے یہ چیزیں رفتہ رفتہ ختم ہورہی ہیں۔

آج سے پچیس تیس سال پہلے ہمارے دینی مدارس کے طلبہ میں جو شائستگی وتہذیب' متانت و سنجیدگی اور ادب واحترام پایا جاتا تھا' آج اس کی جھلک بھی کہیں مشکل ہی سے نظر آتی ہے' یہ کمی بڑی افسوسناک ہے۔

علوم دینیہ کے حاملین کو اسلامی تہذیب' اسلامی آداب اور اسلامی اخلاق کا حامل ہونا چاہئے' ہمارے لئے ہمارے اکابر و اسلاف کی روش قابل تقلید ہے' اسی میں ہماری عزت و سربلندی ہے اور اسلاف کی مستحسن روش پر چل کر ہی ہم اسلام کے تقاضے کو پورا کرسکتے ہیں۔

ہمارے مذہب نے جس طرح عقائد و عبادات اور معاملات واخلاق کے سبق ہم کو بتائے ہیں' اسی طرح اس نے ہم کو آداب بھی سکھائے ہیں' نیک روش' اچھے چال چلن اور عمدہ طور طریق کی تعلیم بھی دی ہے اور دوسرے امور دین کے ساتھ ساتھ ادب ووقار سیکھنے اور سکھانے کی تاکید بھی کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عمدہ روش' اچھے انداز اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے' (یعنی یہ چیزیں انبیاء علیہم السلام کی عادات و فضائل میں سے ہیں)۔“ (رواہ احمد)

اسی لئے علماء نے فرمایا:

”ادب و وقار' فضل و حیاء اور حسن سیرت سیکھنا شرعاً و عرفاً مسنون ہے۔“ (الآداب الشرعیہ)

نیز حدیث نبویؐ میں وارد ہے:

”آدمی اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو یہ ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔“ (ترمذی)

”کسی باپ نے اپنی اولاد کو عمدہ ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔“

”بیٹے کا ایک حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو اچھا ادب سکھائے۔“ (عوارف)

ایک اور حدیث میں ہے:

”علم سیکھو اور علم کے لئے وقار سیکھو' اور جس سے استفادہ کرو' اس کے لئے تواضع کرو۔“ (طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔“ (الآداب الشرعیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ: ”قوا انفسکم واھلیکم ناراً“ کی تفسیر ”ادبوھم و علموھم“ سے فرماتے تھے' یعنی اپنے اہل واولاد کو آگ سے بچانے کا مطلب یہ بیان فرماتے تھے کہ ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت مخلد بن حسینؒ نے فرمایا کہ: ہم بہت ساری حدیثوں کے سننے اور پڑھنے سے زیادہ محتاج ادب سیکھنے کے ہیں۔ (الآداب شرعیہ)

حضرت ابو عبداللہ بلخیؒ نے فرمایا کہ: علم کا ادب' علم سے زیادہ ہے۔

امام ابن المبارکؒ نے فرمایا کہ آدمی کسی قسم کے علم سے باعظمت نہیں ہوسکتا جب تک اپنے علم کو ادب سے مزین نہ کرے۔

حضرت حبیب ابن الشہیدؒ (جو امام ابن سیرینؒ کے شاگرد ہیں) اپنے صاحبزادے سے فرمایا کرتے تھے کہ:

”بیٹے! فقہاء و علماء کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان سے ادب سیکھو' یہ چیز میرے نزدیک بہت ساری حدیثوں کے جاننے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔“

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے بعض طلبہ حدیث کی کچھ خفیف حرکتیں دیکھیں تو فرمایا کہ اے وارثان انبیاء! تم ایسے رہوگے؟

حضرت وکیعؒ نے بعض طلبہ کی کچھ نازیبا

باتیں اور حرکتیں سنیں اور دیکھیں تو فرمایا کہ: یہ کیا حرکت ہے؟ تم پر وقار لازم ہے۔

(آداب الشرعیۃ)

ایک بار حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سفر کر رہے تھے' لوگوں نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: بصرہ جا رہا ہوں' لوگوں نے کہا: اب وہاں کون رہ گیا ہے جس سے آپ حدیث نہ سن چکے ہوں؟ فرمایا: ابن عونؒ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے' ان کے اخلاق اور ان کے آداب سیکھوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم بعض علماء کی خدمت میں علم حاصل کرنے نہیں جاتے تھے' بلکہ صرف اس مقصد سے حاضری دیتے تھے کہ ان کی نیک روش اور ان کا طرز و انداز سیکھیں۔

حضرت علی بن مدینیؒ وغیرہ متعدد ائمہ حدیث' حضرت یحییٰ ابن سعید قطانؒ کے پاس بعض اوقات صرف اس لئے حاضر ہوتے تھے کہ ان کی روش و انداز دیکھیں۔

امام اعمشؒ فرماتے ہیں کہ: طالبین علم فقیہ (استاذ) سے ہر چیز سیکھتے تھے حتی کہ اسی کی سی پوشاک اور جوتے پہننا سیکھتے تھے۔ (آداب)

حضرت امام احمدؒ کی مجلس میں پانچ ہزار سے زائد آدمی شریک ہوتے تھے' جن میں سے پانچ سو کے قریب آدمی تو ان سے حدیثیں سن کر لکھتے تھے اور باقی سب لوگ ان سے حسن ادب اور وقار و متانت سیکھتے تھے۔ (آداب)

ادب سیکھنے اور سکھانے کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالم کا حق اور ان کے اجلال و احترام کے احکام بھی ذکر کردیے جائیں۔

استاذ کا مرتبہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: جس نے مجھے ایک حرف بھی بتادیا میں اس کا غلام ہوں' وہ چاہے مجھے بیچے یا آزاد کردے یا غلام بنائے رکھے۔ امام زرنوجیؒ نے اس کو ذکر کرنے کے بعد خود فرمایا ہے:

رأیت احق الحق حق المعلم
و اوجبه حفظا علی کل مسلم

ترجمہ:...... ''میں نے سب سے زیادہ واجب الرعایت اور ضروری حق ہر مسلمان کے ذمہ معلم (استاذ) کا حق پایا۔''

لقد حق ان یهدی الیه کرامة
لتعلیم حرف واحد الف درهم

ترجمہ:...... ''وہ اس لائق ہے کہ ایک حرف بتانے کی قدردانی میں اس کو ایک ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے۔''

''شرح الطریقۃ المحمدیۃ'' میں ایک حدیث بایں الفاظ مذکور ہے:

''جو کسی کو قرآن پاک کی ایک آیت سکھادے وہ اس کا آقا ہے' اس کو کبھی اس کی مدد نہ چھوڑنی چاہئے' نہ اس پر کسی کو ترجیح دینی چاہئے۔''

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس حدیث کی اسناد عوارف المعارف میں یوں مذکور ہے:

''اخبرنا الشیخ الثقۃ ابوالفتح محمد بن سلیمان قال انا ابوالفضل حمید قال انا الحافظ ابونعیم قال ثنا سلیمان بن احمد قال ثنا انس بن اسلم قال ثنا عتبۃ بن رزین عن ابی امامۃ الباہلی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (عوارف علی ہامش الاحیاء)

اور مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ استاذ کا حق ادا کرنے کو ماں باپ کا حق ادا کرنے پر مقدم جانے۔ اس کے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ جس وقت امام حلوانیؒ بخارا چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے تو امام زرنجریؒ کے علاوہ ان کے سب شاگرد سفر کرکے ان کی زیارت کو گئے۔ امام زرنجریؒ ماں کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہ جاسکے' مدت کے بعد جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے غیر حاضری پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہی معذرت پیش کی۔ امام حلوانیؒ نے فرمایا کہ: خیر تم کو عمر تو ضرور نصیب ہوگی مگر درس نصیب نہ ہوگا' یعنی درس میں برکت اور بکثرت لوگوں کا ان کے درس سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کا حلقہ درس کبھی نہ جما۔

الآداب الشرعیہ میں ہے کہ:

''بعض شوافع نے اپنی کتاب فاتحۃ العلم میں لکھا ہے کہ معلم کا حق' باپ کے حق سے زیادہ موکد ہے۔''

استاذ اور ہر عالم کے حقوق:

امام خیراخریؒ نے فرمایا کہ:

''عالم کا حق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد کے ذمہ یکساں ہی ہے اور وہ یہ ہے:

۱:...... بے علم یا شاگرد' عالم یا استاذ سے پہلے بات شروع نہ کرے۔

۲:...... اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔

۳:...... اس کی بات غلط بھی ہو تو رد نہ کرے۔

۴:...... اس کے آگے نہ چلے۔''

تعلیم المتعلم میں ہے کہ استاذ کی تعلیم و توقیر

میں یہ بھی داخل ہے کہ:

۱:.....اس کے پاس مباح گفتگو بھی زیادہ نہ کرے۔

۲:.....جس وقت وہ تھکا ماندہ ہو اس وقت اس سے کوئی سوال نہ کرے‘

۳:.....لوگوں کو مسائل بتانے یا تعلیم دینے کا کوئی وقت اس کے یہاں مقرر ہو تو اس وقت کا انتظار کرے‘

۴:.....اس کے دروازے پر جاکر دروازہ نہ کھٹکھٹائے‘ بلکہ صبر وسکون کے ساتھ اس کے از خود برآمد ہونے کا انتظار کرے۔

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں یہ بھی منقول ہے کہ استاذ کا ہاتھ چومنا بھی داخل تعظیم ہے‘ اور ابن جوزیؒ نے مناقب اصحاب الحدیث میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے زیبا ہے کہ عالم کے لئے تواضع میں مبالغہ کرے اور اپنے نفس کو اس کے لئے ذلیل کردے اور عالم کے لئے تواضع کی ایک صورت اس کا ہاتھ چومنا بھی ہے۔ (آداب شرعیہ)

استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے آنے جانے کے وقت شاگرد کھڑا ہوجائے‘ استاد عالم کے لئے قیام کا جواز بلکہ استحباب آداب شرعیہ میں بھی مذکور ہے اور اس باب میں امام نوویؒ کا ایک مستقل رسالہ ہے۔

شرح الطریقۃ میں یہ بھی ہے کہ استاد کی کوئی رائے یا تحقیق شاگرد کو (بظاہر) غلط معلوم ہوتی ہو تو بھی اس کی پیروی کرے‘ جیسا کہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے قصہ سے ثابت ہے۔

استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے سامنے تواضع سے پیش آئے‘ چاپلوسی کرے‘ اس کی خدمت کرے‘ اس کی مدد کرے اور علانیہ و خفیہ اس کے لئے دعا کرتا رہے۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں یہ فرمایا ہے کہ:

”چاہئے کہ معلم کے لئے تواضع کرے اور اس کی خدمت کرکے شرف و ثواب کمائے۔“

اس کے بعد ایک حدیث نقل کی ہے کہ: مومن کے اخلاق میں تملق (چاپلوسی) کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر طلب علم کی راہ میں۔

تعلیم المتعلم میں ہے کہ: استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی اولاد اور متعلقین کی توقیر کرے۔ ترغیب و ترہیب منذری میں حدیث مرفوع ہے کہ: جس سے علم حاصل کرو‘ اس کے لئے تواضع کرو۔

فردوس دیلمی کے حوالہ سے ایک حدیث نبوی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑوں کے آگے چلنا کبائر میں سے ہے‘ بڑوں کے آگے کوئی ملعون ہی چل سکتا ہے‘ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! بڑوں سے کون مراد ہیں؟ فرمایا: علماء اور صلحاء۔ مراد یہ ہے کہ ان کی عظمت ومنزلت کا لحاظ نہ کرکے استخفافاً آگے چلنا مذموم وقابل نکیر ہے۔

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے کہ علم کے زوال کا ایک سبب معلم کے حقوق کی رعایت نہ کرنا بھی ہے‘ اور فرمایا کہ: استاذ کو جس شاگرد سے تکلیف پہنچے گی‘ وہ علم کی برکت سے محروم رہ جائے گا۔ کسی اور عالم کا قول ہے کہ جو شاگرد اپنے استاذ کو نامشروع امر کا ارتکاب کرتے دیکھ کر اگر اعتراض و بے ادبی سے ”کیوں“ کہہ دے گا‘ وہ فلاح نہ پائے گا‘ یعنی نامشروع پر ٹوکنے کے لئے بے ادبی مباح نہیں ہے۔ دوسرے سے تنبیہ کرائے یا خود ادب واحترام کے ساتھ استفسار کی صورت میں کہے یا اس طرح کہے کہ نصیحت مسلّم معلوم ہو۔

اجلال علم وعلماء:

ابوداؤد میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”بوڑھے مسلمان اور عالم وحافظ قرآن اور بادشاہ عادل کی عزت کرنا خدا کی تعظیم میں داخل ہے۔“

الآداب الشرعیہ میں بروایت ابی امامہؓ یہ حدیث مرفوع منقول ہے کہ:

”تین باتیں خدا کی تعظیم کی فرع ہیں: اسلام میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے والے کی توقیر اور کتاب اللہ کے حامل کا احترام اور صاحب علم کا اکرام خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔“

اسی کتاب میں حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے کہ: عالم اور بوڑھے اور بادشاہ اور باپ کی توقیر سنت ہے۔

ایک اور حدیث مرفوع میں اہل علم کے استخفاف کو منافق کا کام بتلایا گیا ہے۔ (مجمع الزوائد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: جو ہم میں کے بڑے کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کھائے اور عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت میں سے نہیں۔

ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ حاملین قرآن و اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم‘ اسی طرح خلیفۂ وقت اور فاضل‘ عالم کی توقیر کو واجب قرار دینے پر اجماع ہے۔ (الآداب الشرعیہ)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے میرے پاس آدمی بھیج کر سماع حدیث کی خواہش ظاہر کی‘ میں نے کہلا بھیجا کہ علم لوگوں کے پاس نہیں

جایا کرتا۔ ہارون رشید یہ جواب پا کر خود آئے اور آ کر میرے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے میں نے کہا: خدا کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ ہارون رشید یہ سن کر کھڑے ہو گئے' پھر میرے سامنے شاگردانہ انداز سے بیٹھے' ایک مدت کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ہم نے آپ کے علم کے لئے تواضع کی تو ہم نے اس سے نفع اٹھایا۔

(آدابِ شرعیہ)

امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ خلیفہ مہدی جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور امام مالکؒ ان کے سلام کو گئے تو مہدی نے اپنے دونوں لڑکوں ہادی اور رشید کو امام مالکؒ سے حدیث سننے کا حکم دیا۔ جب شہزادوں نے امام مالکؒ کو طلب کیا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ مہدی کو اس کی خبر ہوئی اور اس نے ناراضگی ظاہر کی تو امامؒ نے فرمایا کہ: علم اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی توقیر کی جائے اور اس کے اہل کے پاس آیا جائے۔ اب مہدی نے خود لڑکوں کو امام صاحب کے پاس بھیجا' جب وہ وہاں پہنچے تو شہزادوں کے اتالیق نے امامؒ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ خود پڑھ کر سنا دیں۔ امامؒ نے فرمایا کہ: جس طرح بچے پڑھتے ہیں اور معلم سنتا ہے' اسی طرح اس شہر کے لوگ محدث کے پاس حدیثیں پڑھتے ہیں' جہاں خطا ہوتی ہے' محدث ٹوک دیتا ہے۔ مہدی کو اس کی خبر پہنچائی گئی اور اس نے اس پر بھی اظہار عتاب کیا تو امام مالکؒ نے مدینہ کے ائمہ سبعہؒ کا نام لے کر فرمایا کہ: ان تمام حضرات کے یہاں یہی معمول تھا کہ شاگرد پڑھتے تھے اور وہ حضرات سنتے تھے۔ یہ سن کر مہدی نے کہا کہ: تو انہیں کی اقتداء ہونی چاہئے اور لڑکوں کو حکم دیا کہ: جاؤ تم خود پڑھو لڑکوں نے ایسا ہی کیا۔ (آدابِ شرعیہ)

ایک مرتبہ امام احمدؒ کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے' اثنائے گفتگو میں ابراہیم بن طہمانؒ کا ذکر نکل آیا' ان کا نام سنتے ہی امام احمدؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ: یہ نازیبا بات ہوگی کہ نیک لوگوں کا ذکر ہو اور ہم ٹیک لگائے رہیں۔

(آدابِ شرعیہ)

استاذ کا لحاظ پہلے لوگوں میں:

۱:...... امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ سوار ہونے لگتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ رکاب تھام لیتے اور کہتے کہ علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہئے' اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ (صحابی) نے مجاہدؒ (تابعی) کی رکاب تھامی۔ امام لیث بن سعدؒ امام زہریؒ کی رکاب تھامتے تھے۔ مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ کی ہیبت ہم پر ایسی تھی جیسی بادشاہ کی ہوتی ہے اور یہی حال امام مالکؒ کے شاگردوں کا امام مالکؒ کے ساتھ تھا۔ ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کی نظر کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔

(آداب الشرعیہ)

۲:...... ثابت بنانیؒ حضرت انسؓ کے شاگرد اور تابعی ہیں' یہ جب حضرت انسؓ کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے' اس لئے حضرت انسؓ اپنی لونڈی سے فرمایا کرتے تھے کہ: ذرا میرے ہاتھوں میں خوشبو لگا دے' وہ (ثابت بنانیؒ) آئے گا تو بے ہاتھ چومے نہ مانے گا۔

(مجمع الزوائد)

۳:...... سفیان بن عیینہؒ اور فضیل بن عیاضؒ دونوں بزرگ حسین جعفیؒ کے شاگرد تھے' ان میں سے ایک نے حسینؒ کا ہاتھ' دوسرے نے پاؤں چوما۔ (آدابِ شرعیہ)

۴:...... امام احمدؒ نے داؤد بن عمرؒ کی رکاب تھامی تھی۔

۵:...... خلف احمرؒ کا بیان ہے کہ امام احمدؒ میرے پاس ابوعوانہؒ کی مرویات سننے کے لئے آئے' میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو بلند جگہ پر بٹھاؤں' مگر انہوں نے فرمایا کہ: میں تو آپ کے سامنے ہی (شاگردوں کی جگہ پر) بیٹھوں گا' ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم جس سے علم حاصل کریں' اس کے لئے تواضع کریں۔ (آدابِ شرعیہ)

۶:...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: کسی صحابی کے پاس حدیث کا پتا چلتا تو میں خود ان کے دروازہ پر حاضر ہوتا تھا' وہ اگر سوئے ہوئے ہوتے تو میں باہر ہی اپنی چادر سر تلے رکھ کر پڑ جاتا اور دھول پھانکتا رہتا' جب وہ برآمد ہوتے اور فرماتے: کیسے تشریف لائے؟ آپ نے آدمی بھیج کر بلوا کیوں نہیں لیا؟ تو میں کہتا: میں ہی اس کا حق دار ہوں کہ حاضری دوں۔

(آدابِ شرعیہ)

۷:...... حضرت ابراہیم نخعیؒ نے حماد بن ابی سلیمانؒ (استاذ امام ابوحنیفہؒ) کو ایک دن بازار گوشت لانے کے لئے بھیجا' راستہ میں اتفاق سے ان کے والد مل گئے جو سواری پر چلے آ رہے تھے۔ حمادؒ کے ہاتھ میں زنبیل دیکھ کر انہوں نے ان کو بہت ڈانٹا اور زنبیل چھین کر پھینک دی' لیکن جب ابراہیم نخعیؒ کے انتقال کے بعد طالبین حدیث حمادؒ کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور دستک دی تو حماد کے والد ہی ہاتھ میں شمع لے کر آئے' طلبہ نے کہا: ہم آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں' وہ الٹے پاؤں اندر واپس آئے اور حماد سے کہا:

"بیٹا! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ' میں سمجھ گیا' زمیل ہی نے تم کو یہاں تک پہنچایا۔" (مقدمہ نصب الرایہ)

۸:...... حماد بن سلیمانؒ کی ہمشیرہ عاتکہؒ فرماتی ہیں کہ:

"امام ابو حنیفہؒ ہمارے گھر کی روئی دھنتے تھے' ہمارے لئے دودھ اور ترکاری خریدتے تھے اور اسی طرح کے اور بہت سے کام کرتے تھے۔"

اس واقعہ کو نقل کر کے علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ:

"طالب علمی میں اسلاف اسی طرح خدمت گزاری کرتے تھے اور اسی سے انہوں نے علم کی برکت پائی۔"

(مقدمہ)

۹:...... خلالؒ نے روایت کی ہے کہ امام احمدؒ ایک بار حضرت وکیعؒ کی خدمت میں آئے' اس وقت ان کے پاس علمائے کوفہ کی ایک جماعت حاضر تھی۔ امام احمدؒ ادباً و تواضعاً وکیعؒ کے سامنے بیٹھ گئے' لوگوں نے کہا کہ: شیخ تو آپ کی بہت عزت کرتے ہیں' امام احمدؒ نے فرمایا کہ: وہ میری عزت کرتے ہیں تو مجھ کو بھی تو ان کی تعظیم و احترام لازم ہے۔ (آداب)

۱۰:...... امام ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں کبھی کسی محدث کے دروازہ پر حاضر ہوا تو اطلاع بھجوا کر داخلہ کی اجازت نہیں منگائی بلکہ بیٹھا انتظار کرتا رہا تا آنکہ وہ خود برآمد ہوئے۔ میں نے ہمیشہ قرآن پاک کی اس آیت سے جو ادب مستفاد ہے' اس پر نظر رکھی (کاش وہ لوگ صبر کرتے تا آنکہ آپ باہر نکلتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا)۔

(آداب شرعیہ)

۱۱:...... صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ بخارا کے ایک بہت بڑے امامؒ اپنے حلقہ درس میں درس دے رہے تھے' مگر اثنائے درس میں کبھی کبھی کھڑے ہو جاتے تھے' جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے' کھیلتے کھیلتے وہ کبھی مسجد کے دروازے کے پاس بھی چلا آتا ہے تو میں اس کے لئے بقصد تعظیم کھڑا ہو جاتا ہوں۔

(تعلیم المتعلم)

۱۲:...... قاضی فخر الدین ارسابندیؒ مرو میں رئیس الائمہ تھے' بادشاہ وقت بھی ان کا بے حد احترام کرتے تھے' وہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ منصب صرف استاذ کی خدمت کے طفیل میں پایا ہے' علاوہ اور خدمتوں کے تیس برس تک میں اپنے استاد قاضی ابوزید دبوسیؒ کا کھانا پکایا کرتا تھا اور کبھی اس میں سے نہ کھاتا تھا۔

۱۳:...... خلیفہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے کو علم و ادب کی تعلیم کے لئے امام اصمعیؒ کے سپرد کر دیا تھا' ایک دن اتفاقاً ہارون رشید وہاں جا پہنچے' دیکھا کہ اصمعیؒ اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے' ہارون نے بڑی برہمی سے فرمایا کہ میں نے تو اس کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ اس کو ادب سکھائیں گے' آپ نے شہزادے کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی گرائے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پیر دھوئے۔

استاذ کے ساتھ عقیدت:

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل صاحبؒ سے حاصل کی تھی' مرزا صاحبؒ کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی کلاہ جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی' مجھے عنایت فرمائی' میں نے رات کے وقت گرم پانی میں وہ ٹوپی بھگو دی' صبح کے وقت وہ پانی املتاس کے شربت سے بھی زیادہ سیاہ ہو گیا تھا' میں اس کو پی گیا' اس پانی کی برکت سے میرا دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا رسا ہو گیا کہ کوئی مشکل کتاب مشکل نہ رہی۔ (مقامات مظہری)

(جاری ہے)

ملفوظ

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی امنگوں کے ترجمان' سرمایہ اہلسنت والجماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر مرکزیہ' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے فرمایا: "ہم مرزائیوں کو اسلام اور پاکستان کا سب سے بڑا دشمن خیال کرتے ہیں اور اس کے استیصال کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ حق' باطل کی ریشہ دوانیوں کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔" (از ہفت روزہ لولاک ج ۱۹' ش ۴۸)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 2545573

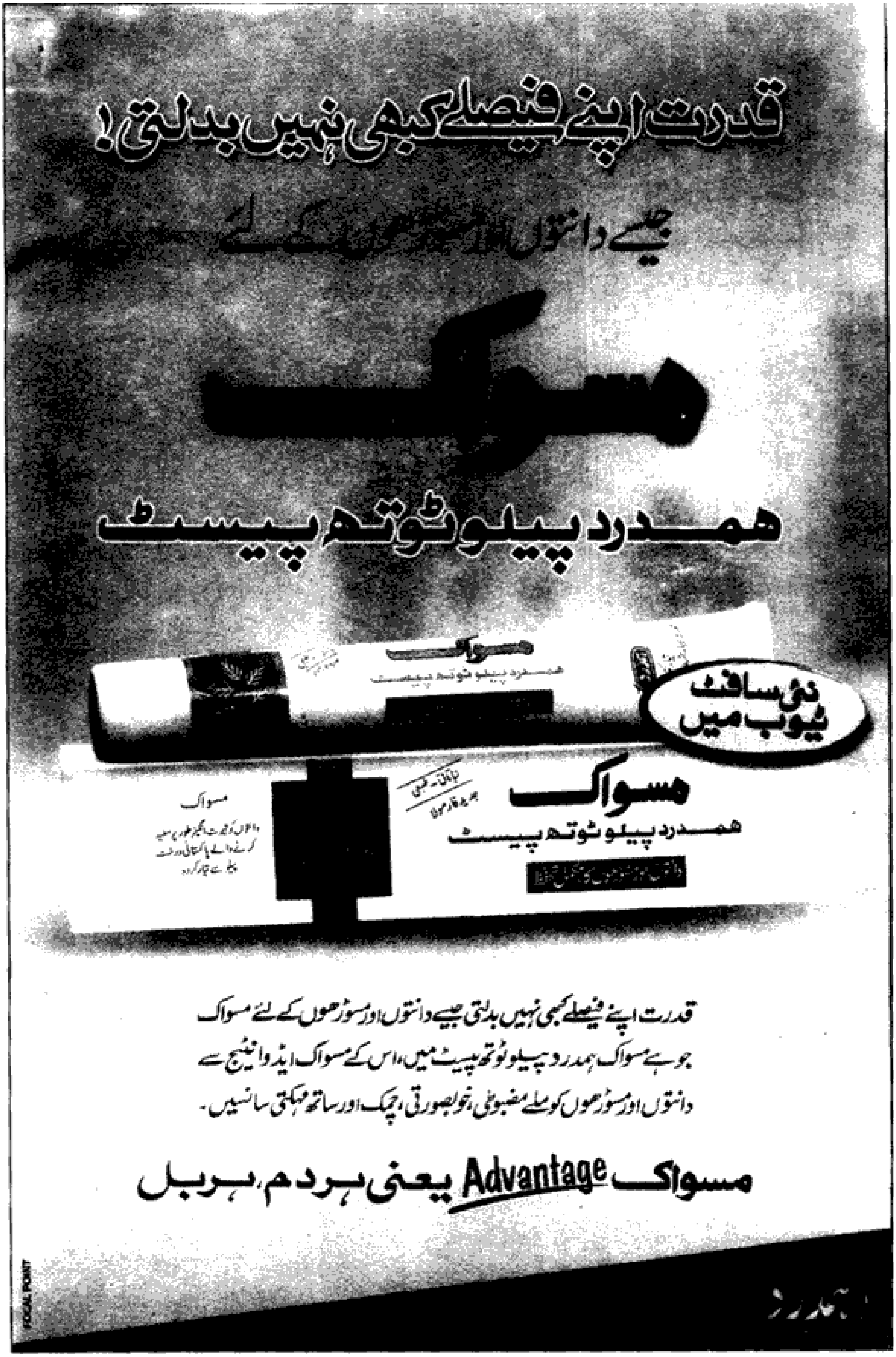
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی!
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
نئی سافٹ ٹیوب میں
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مسواک
جو ہے مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ میں، اس کے مسواک ایڈوانٹیج سے
دانتوں اور مسوڑھوں کو ملے مضبوطی، خوبصورتی، چمک اور ساتھ مہکتی سانسیں۔
مسواک Advantage یعنی ہر دم، ہر پل

قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کی تکفیر

پروفیسر محمد الیاس برنی رح

۱:.....قادیانی نبی:

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں ست ایمانم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ص ۴۷۷،۴۷۸ درثمین ص۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰ خزائن ج۱۸ص ۴۷۸)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے' اور اس شخص (یعنی مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا' جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔"

(اربعین نمبر۴ خزائن ج۱۷ص ۴۴۲)

"ملک عبدالرحمن خادم صاحب (قادیانی) نے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی کتب سے چالیس حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد۲۴ نمبر ۱۲۳ص۱۱ مورخہ ۲۱/نومبر ۱۹۳۶ء)

"خداتعالیٰ نے "جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء" تذکرہ ص۲۸۸ طبع سوم (یہ مرزا صاحب کا الہام ہے.....مولف) تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ' عیسائیوں کے لئے عیسیٰ' ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد واحمد ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر۱۱۱ مئی ۱۹۱۶ء)

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں (ہندوؤں کو) دیا گیا تھا' وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خداتعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی قادیانی کا مضمون مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد۳ نمبر۱۱ صفحہ ۴۱۰ منقول از رسالہ "تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب" صفحہ ۹۳ مولفہ محمد اسمٰعیل قادیانی)

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ.....ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کو نجات ہے' اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ نہیں چھوڑ سکتے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اعلان مندرجہ اخبار "پیغام صلح" لاہور جلد۱ نمبر۳۵ مورخہ ۷/ستمبر ۱۹۱۳ء منقول از اخبار الفضل قادیان جلد۸ نمبر۲۵ ص۷ مورخہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۲۰ء)

۲:.....قادیانی احمدی:

"مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" آیت مرقوم الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خداتعالیٰ کی طرف سے ایک پیشگوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پیشگوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتایا گیا ہے جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس لئے نہیں ہوسکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام

سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا (قادیانی مغالطہ ملاحظہ ہو...... ناقل) ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے' جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹/ اگست ۱۹۱۸ء)

"اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے؟ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی "احمد" ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہی ہیں۔"

(انوار خلافت صفحہ ۲۱' مصنفہ مرزا محمود پسر مرزا غلام احمد قادیانی)

۲:..... مسلمانوں کی تکفیر:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے' وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۸/ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء' تذکرہ ص ۶۰۷)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج نہم ص ۲۷' مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

"آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے' کافر ٹھہرایا ہے' بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا بلکہ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے' کافر ٹھہرایا ہے۔"

(ارشاد مرزا محمود' مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰ بابت اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ ص ۱۰۸ مؤلفہ میر مدثر شاہ قادیانی لاہوری)

"ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں؟ فرمایا: اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۱۱ ص ۲۴ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء و اخبار "بدر" ج ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۱/ جولائی ۱۹۱۳ء' محمد اسمٰعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص ۱۳۱)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنفہ مرزا محمود)

"پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے "اولئك هم الكافرون حقا" فرمایا ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا غلام احمد قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۰)

"جری اللّٰه فی حلل الانبیاء تذکرہ ص ۷۹ طبع سوم (یہ مرزا صاحب کا الہام ہے' ناقل) سے صاف ثابت ہوتا کہ حضرت احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ایک عظیم الشان نبی اللہ ہیں' اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔"

(رسالہ احمدی نمبر ۵' ۷ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام ص ۱۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

"خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے' اس لئے آپ کا منکر کافر ہے کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے: "واللّٰه متم نوره

ولو کرہ الکافرون۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۱)

۴:.....لکھنؤ کی بات:

لکھنؤ میں ہم (یعنی مرزا بشیر الدین محمود) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں' میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی (قادیانی) باتیں کر رہے تھے۔ میں نے (یعنی مرزا محمود نے) ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔"

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ مرزا محمود)

مسلمان عالموں کا حسن ظن اور حسن خلق اور اس کے مقابل قادیانی اکابر کی طرف سے بے توقیری اور تکفیر ایذ ہنیت بہت سبق آموز ہے۔

۵.....چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی:

"چوہدری صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں' ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے' باقی غیر احمدی (یعنی مسلمان) کافر ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان (مسلمانوں) کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی۔"

(اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر ۲۱ ص۷ مورخہ ۱۴/ستمبر ۱۹۲۲ء)

۶.....مفتی کا فتویٰ:

اخبار "بدر" پرچہ ۹/مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش صاحب آف گورائی کے اس سوال کا کہ: کیا مرزا (غلام احمد) صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہئے؟ حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب (قادیانی) یہ جواب لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے' ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے' درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو ہی) نہیں مانتا' کہتا ہے کہ وہ تو کافر ہے' بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان؟ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں' جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے' اس کا کیا حشر ہوگا؟..... مگر انصاف شرط ہے۔"

("مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص۱۴۳)

۷.....مسلمانوں کو دھوکا:

قادیانی اپنی تحریر و تقریر میں بالعموم مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں تو مسلمان اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی درحقیقت ان کو مسلمان ہی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہ آئی ہوگی کہ قادیانیوں کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ' لفظ کچھ ہے اور معنی کچھ' چنانچہ لفظ "مسلمان" کی قادیانی تفسیر سنئے اور بیداد کی داد دیجئے:

"چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں (یہ مرزا صاحب کا شعر ہے ناقل) اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے' مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں' اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے' لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے؟ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۳)

"معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں' اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں" جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو' اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان..... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے' وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں' ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۷)

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا اندرون سندھ کا تفصیلی دورہ

میرپورخاص (رپورٹ......طارق محمود صدیقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۲۲/فروری ۲۰۰۷ء سے ۷/ مارچ ۲۰۰۷ء تک اندرون سندھ کا دورہ کیا۔ مولانا شجاع آبادی ۲۲/فروری کو شاہ رکن عالم ایکسپریس کے ذریعہ ملتان سے حیدرآباد پہنچے جہاں مولانا محمد نذر عثمانی اور مولانا محمد علی صدیقی نے ان کا استقبال کیا۔ رات کا قیام دفتر ختم نبوت حیدرآباد میں رہا' ۲۳/فروری کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ جمعہ کا خطاب مسجد عرفات سلطان آباد اسٹاپ ضلع ٹنڈوالہ یار میں کیا اور اسی شام مولانا شجاع آبادی نے میرپورخاص کے محلہ رحیم نگر کی مسجد غوثیہ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' اس موقع پر مولانا کے علاوہ سندھ کے معروف خطیب مولانا محمد ابراہیم مہر' مولانا محمد علی صدیقی' حافظ محمد رمضان' مولانا حفیظ الرحمن فیض نے بھی خطاب کیا۔ نعت رسول مقبول حافظ محمد حذیفہ نے پیش کی' میرپورخاص میں مولانا نے مدرسہ مدینۃ العلوم شاہی بازار اور مدرسہ تجوید القرآن رحیمیہ سیٹلائٹ ٹاؤن کے حضرات سے ملاقات کی جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا حفیظ الرحمن فیض' قاری بشیر احمد' سلیمان بن محمد اور دیگر حضرات شامل تھے۔ ۲۴/فروری بعد نماز فجر مولانا کا درس مدینہ مسجد شاہی بازار میں ہوا اور اس کے بعد کنری کے لئے عازم سفر ہوئے' کنری کی جماعت کے احباب نے میاں عبدالواحد کی قیادت میں مولانا کو خوش آمدید کہا اور بارہ بجے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں بنات اور خواتین میں بیان ہوا' بعد نماز عصر بخاری مسجد میں اور عشاء کی نماز کے بعد بستان مسجد اقصیٰ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ ۲۵/فروری کا درس بعد نماز فجر مسجد صدیقہ کنری میں دیا' دن میں مولانا محمود الحق خیری اور مولانا عبیداللہ آرائیں کی دعوت پر مدرسہ اشاعت القرآن ڈگری میں بنات اور خواتین میں بیان ہوا۔ رات کو جھڈو کی مدنی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' جھڈو میں حافظ محمد شریف' حافظ عبدالعزیز' حافظ محمد نسیم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ محمد عمران راجپوت نے مولانا کو خوش آمدید کہا۔ ۲۶/فروری کو الحمرا اسکول نوکوٹ میں مولانا کا بیان ہوا' جس کا اہتمام الحمرا اسکول کے اساتذہ نے مولانا قاری عبدالستار کے ذریعہ کیا تھا۔ رات نوکوٹ کی مسجد صدیقیہ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' اس موقع پر مولانا شجاع آبادی کے علاوہ سندھ کے معروف خطیب مولانا اسداللہ کھوڑو اور مولانا محمد علی صدیقی بھی موجود تھے۔ ۲۷/فروری مدرسہ احسن المدارس ڈگری میں خواتین و بنات میں بیان ہوا اور رات مندرو والا ڈگری کی جامع مسجد میں خطاب کیا۔ ۲۸/ فروری کو دن میں مدرسہ فاروقیہ ۱۶۰ چک میں خواتین اور بنات میں بیان ہوا' رات کو جامع مسجد ۱۶۰ چک میں مولانا شجاع آبادی' مولانا محمد علی صدیقی کا بیان ہوا' مندرو والا اور چک نمبر ۱۶۰ کا انتظام مولانا مفتی محمد عادل' مولانا محمد غزالی اور مولانا قاری محمد یونس نے کیا تھا۔ یکم مارچ کو مولانا نے ضلع بدین کا دورہ شروع کیا اور سب سے پہلے ٹنڈو غلام علی میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے مہتمم حافظ زبیر میمن سے ان کی والدہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بھائی محمد عبداللہ آرائیں کے بھائی کے انتقال پر تعزیت کی' بعد نماز ظہر طلباء کرام کو تردید قادیانیت پر درس دیا' اور رات کو ختم نبوت کانفرنس مسجد قاضی مبارک میں بیان کیا' جس میں مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد یعقوب' مبلغ ضلع بدین اور حافظ زبیر میمن' مولانا قادر ڈنو' مولانا خان محمد کے بیانات ہوئے۔ ۲/مارچ کو مولانا شجاع آبادی نے جمعہ مدنی مسجد ماتلی' مولانا محمد علی صدیقی نے گولارچی' مولانا محمد یعقوب نے میمن مسجد ماتلی میں پڑھا' اس کے بعد رات کو مسجد بلال تلہار میں ایک جلسہ سے خطاب کیا' جس میں مولانا محمد یعقوب' مولانا خان محمد جمالی' قاری عبدالرزاق نے بھی خطاب کیا۔ ۳/ مارچ کو مولانا نے پہلا بیان بعد نماز ظہر جامع مسجد شادی لارج میں کیا اور بعد نماز مغرب قبائل چک میں بیان ہوا' بعد نماز عشاء کھوسکی کی مسجد حیدر کرار میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' جہاں مولانا محمد یعقوب مبلغ بدین' مولانا محمد عبداللہ سندھی اور مولانا عبدالحمید نے بھی خطاب کیا۔ ۴/ مارچ کو بعد نماز عشاء مدینہ مسجد گولارچی میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' اس کانفرنس سے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا یعقوب' مولانا شان اسلام' حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی نے بھی خطاب کیا۔ ۵/ مارچ کو دن میں مدرسہ دار الفیوض قاسمیہ سجاول میں بعد نماز ظہر طلباء کرام کے سامنے تردید قادیانیت پر بیان کیا' جس کی سرپرستی حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا

صالح حداد نے کی جبکہ بعد نماز عشاء گھارو میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' کانفرنس کے دیگر مقررین میں قاری کامران احمد' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا قاضی احسان احمد' مولانا محمد علی صدیقی بھی شامل تھے' مشہور نعت خواں حافظ ابوبکر نے لوگوں کے ایمان کو خوب گرمایا۔ کانفرنس کا اہتمام حافظ عبدالخالق' مولانا داؤد اور دیگر ساتھیوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گھارو کے زیر اہتمام کیا تھا۔ ۶/۷ مارچ کو مولانا شجاع آبادی نے مولانا محمد نذر عثمانی کے ہمراہ حیدر آباد میں مختلف پروگراموں سے خطاب کیا۔ ان تمام پروگراموں میں عقیدۂ ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام' ظہور امام مہدی اور تردید قادیانیت کے موضوع پر مولانا شجاع آبادی کے تفصیلی بیانات ہوئے' پروگراموں میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ہم انشاء اللہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پوری طرح نظر رکھیں گے اور قادیانیت کے بارے میں قوانین میں تبدیلی نہیں ہونے دیں گے' اگر کسی نے ان قوانین کو ختم کرنے کی جرأت کی تو قادیانیت کے خلاف بھرپور تحریک شروع کی جائے گی' جس کی حکومت متحمل نہیں ہو سکے گی۔

سیّد محمد منیر حسین شاہ میروی ؒ کی رحلت

فاتح قادیانیت' مجاہد ختم نبوت' سیّد محمد منیر حسین شاہ دوالمیالوی ؒ قافلہ حق وصداقت کو چھوڑ کر اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے ہیں' آپ ؒ کا جنازہ وصیت کے مطابق آپ ؒ کے پیرخانہ آستانہ عالیہ میرا شریف کے صاحبزادہ صاحب نے پڑھایا' جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت اہل علاقہ کی ان کے ساتھ والہانہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے' آپ نے ۷۷ سال عمر پائی۔ آپ ؒ کی ولادت ۱۹۲۹ء میں حضرت حافظ سیّد فضل شاہ کے گھرانے میں ہوئی' ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول دوالمیال اور بعد میں مشن ہائی اسکول ڈلوال سے حاصل کی' ابتدائی دینی تعلیم کے سلسلہ میں علامہ ظہور احمد بگوی صاحب ؒ کے مدرسہ بھیرہ شریف میں زیر تعلیم رہے' پھر دار العلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مولوی فاضل' منشی فاضل' درس نظامی اور دورۂ حدیث مکمل کیا۔ حافظ پیر ظہور علی ؒ چورہ شریف کی رہنمائی بھی تعلیم کے سلسلے میں شامل رہی۔ آپ ؒ کے اساتذہ میں علامہ عبدالقادر ؒ ہندوستان' مولانا معین الدین ؒ جیسی شخصیات شامل ہیں۔ آپ ؒ کی مجاہدانہ تبلیغ اسلام کے فیض سے ربوۂ ثانی گاؤں دوالمیال میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے' بلکہ ستر کے قریب قادیانیوں کو دائرۂ اسلام میں داخل فرمایا۔ آپ ؒ کی ساری زندگی رد قادیانیت کے سلسلے میں کوششوں سے عبارت ہے جس کے ردعمل میں خود مرزا طاہر احمد قادیانی نے ۱۹۸۸ء میں اپنے مرکز انگلینڈ سے خط لکھ کر تصدیق کی کہ آپ ؒ کا شمار ہماری جماعت کے مخالفین اوّل میں ہوتا ہے۔ ساری عمر فقیرانہ انداز زندگی اپنائے رکھا' تقریباً پچاس سال مسجد بابالال شاہ ؒ میں درس وتدریس اور تحفظ ناموس رسالت اور تردید قادیانیت میں صرف کئے' جرأت کے اس پیکر کو اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے' اہل علاقہ کو حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق وصداقت کا بول بالا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق نصیب فرمائے۔ ادارہ اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے' اس میں شک نہیں کہ ہم ایک عظیم مجاہد سے محروم ہوئے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی ایک ہفتہ کے دورہ پر سری لنکا روانگی

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا چار رکنی وفد سری لنکا کے ایک ہفتہ کے دورہ پر روانہ ہوا۔ وفد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی قیادت میں ۱۱/ مارچ ۲۰۰۷ء کی صبح آٹھ بجے کراچی ایئرپورٹ سے روانہ ہوا۔ وفد میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما' مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا' جانشین شہید ختم نبوت' مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری اور اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر' استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی خالد محمود شامل ہیں۔ جمعیت علماء سری لنکا نے پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری سے رابطہ کیا اور سری لنکا کے حالات سے آگاہ کیا' جس پر مرکزی ناظم اعلیٰ نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور فیصلہ فرمایا کہ مجلس کا ایک وفد سری لنکا کا تبلیغی دورہ کرے گا' جس میں سری لنکا کے مختلف مقامات پر دروس' ختم نبوت کانفرنس اور کنونشن منعقد کئے جائیں گے جس سے اکابر علماء خطاب فرمائیں گے۔ وفد کی روانگی سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کراچی دفتر نے ان اکابر کے سفر کے تمام ضروری انتظامات مکمل کئے اور سری لنکا کے مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے کثیر تعداد میں کتب' رسائل' لٹریچر' پوسٹر وغیرہ کی ترسیل کا اہتمام کیا' ان ترسیل شدہ کتب کی تفصیلی فہرست حسب ذیل ہے: خاتم النبیین ۳ عدد' تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء ۳ عدد' قادیانی شبہات (جلد اوّل) ۳ عدد' قادیانی شبہات (جلد دوم) ۳ عدد' القادیانیہ ۴۰ عدد' القادیانیہ فئۃ کافرہ ۲۰ عدد' اسلام اور عیسائیت ۳ عدد' ملت اسلامیہ کا موقف (اردو) ۳ عدد' ملت اسلامیہ کا موقف (عربی) ۵۳ عدد' ہدیۃ المہدیین (عربی) ۵۰ عدد' WHY ۳ عدد' Judgment of the

Federal Shariat Court ۱۰۰عدد، مراۃ القادیانیہ (عربی) ۸۰عدد، احتساب قادیانیت (۱۶ جلدیں، اردو) مکمل تین سیٹ، تحفۂ قادیانیت (چھ جلدیں، اردو) مکمل تین سیٹ Gift for Islam & Ahmadism ۴۰عدد، Qadianis ۲۰۰عدد، تاریخی دستاویز ۲عدد، لٹریچر: المتنبی القادیانی (عربی) الفرق بین الشیخ مفتی محمودؒ القادیانیین (عربی) الشیخ محمد یوسف لدھیانویؒ An Invitation to Qadianis to Embrace Islam شامل ہیں۔

قادیانی اگر چاند پر چلے گئے تو ان کا وہاں بھی تعاقب کریں گے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا نے سری لنکا روانگی سے قبل کہا کہ مجلس کے اکابر فرمایا کرتے تھے کہ قادیانی جہاں جائیں گے، ہم غلامان مصطفیٰ ان کا وہاں پر تعاقب کریں گے، اگر یہ چاند پر بھی چلے گئے تو ہم ان کا وہاں بھی محاسبہ کریں گے۔ الحمدللہ! ان کے مشن کے محافظ، گلستان نبویؐ کے پاسبان، ناموس رسالت کے نگہبان، اکابرین تحفظ ختم نبوت کی جماعت کے جاں نثاران دنیا میں قادیانیوں کا ناطقہ بند کرنے پر کمربستہ ہیں۔ الحمدللہ! مجلس اپنی ہمت وبساط کے مطابق عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی بین الاقوامی جماعت ہے جو امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں مصروف عمل ہے۔ الحمدللہ! ایک مرتبہ پھر ہم اپنے عزم کو دہراتے ہیں اور اکابر کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں، ان کا ہر ممکن تعاقب کیا جائے گا اور اسلامی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے گستاخان رسول کی سرکوبی کی جائے گی۔

کتابوں پر تبصرہ

نام:...... مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر...... سوانح وافکار

مصنف:...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

صفحات:...... ۴۰۰

قیمت:...... درج نہیں

ناشر:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان۔

زیر تبصرہ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رابع، مناظر اسلام حضرت اقدس مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سوانح وافکار پر مشتمل ہے، جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے بڑی محنت و عرق ریزی سے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو یہ جذبہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اکابر بالخصوص مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء کی سوانح منظر عام پر لاکر عوام الناس کے سامنے ان اکابر کی سیرت وکردار پیش کرتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ وغیرہ پر آپ کی کتب منظر عام پر آکر خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کا موضوع حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی ذات گرامی ہے۔

امیر مرکزیہ حضرت اقدس خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب میں مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے: ”مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ محاذ تحفظ ختم نبوت پر برہان خداوندی تھے، ان کی باطل شکن للکار سے کفر کے ایوان لرزہ براندام ہو جاتے، انہوں نے اپنی حیات مستعار کے بہترین ایام عقیدۂ ختم نبوت کی ترجمانی میں گزارے، وہ اہل حق کے ترجمان تھے، انہوں نے قادیانیت اور عیسائیت کو آڑے ہاتھوں لیا اور انہیں ناکوں چنے چبوائے، انہوں نے قادیانیوں کو مناظروں میں چاروں شانے چت کیا۔“

حضرتؒ کی سیرت وکارناموں کو منظر عام پر لانے کی غرض سے ترتیب دی گئی یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول: سیرت وسوانح پر مشتمل ہے۔

باب دوم: مکتوبات شامل ہیں۔

باب سوم: حضرتؒ کے افادات پر مشتمل ہے۔

باب چہارم: آپؒ کی مصنف تقاریر شامل ہیں۔

باب پنجم: منظوم خراج عقیدت پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں قادیانیت کے علاوہ دیگر باطل فتنوں کے خلاف حضرتؒ کی مساعی جمیلہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں اور قادیانیت کی حقیقت جان کر اس کے مقابلہ کا عزم کرنے والوں کے لئے یہ کتاب خاصے کی چیز ہے، اس کتاب عقیدۂ ختم نبوت، تردید قادیانیت، حیات مسیح علیہ السلام، عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت صحابہؓ، مرزا غلام احمد قادیانی کا اخلاق وکردار، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، انگلینڈ، جرمنی، فجی وغیرہ میں حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے تبلیغی اسفار جیسے موضوعات پر سیر حاصل مواد اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ قارئین اس کتاب کو پڑھ کر حضرتؒ کی عظیم شخصیت کے بعض مخفی گوشوں اور اعلیٰ اخلاق وکردار سے آگاہی حاصل کر کے ان کی اتباع کی سعی وکوشش فرمائیں گے، بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے حضرتؒ کے مشن سے وابستگی اختیار کر کے ناموس نبوت کی حفاظت کا فریضہ انجام دیں گے۔

لانبی بعدی

ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ

ختم نبوت کانفرنس
و محفلِ حسنِ قرأت

مورخہ: ۷/اپریل ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام: جامع مسجد حراءٗ ماڈل کالونی

مہمانِ خصوصی: شاہین ختم نبوت حضرت اقدس **مولانا اللہ وسایا صاحب** مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر صدارت: جانشین شہید اسلام حضرت مولانا **سعید احمد جلال پوری صاحب** امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی: استاذ العلماء حضرت مولانا **محمد سالک ربانی صاحب** نگران مدرسہ عربیہ اسلامیہ ملیر شاخ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

فخر القراء استاذ القراء جناب مولانا قاری **احسان اللہ فاروقی صاحب** مدیر جامعہ دار القرآن والاحسان مہران ٹاؤن کراچی

نجم القراء زینت القراء جناب قاری **محمد ادریس آصف صاحب** لیہ

مداح رسول جناب مولانا قاری **محمد اشفاق صاحب** بنوری ٹاؤن

ثناء خواں جناب مولانا قاری **محمد انس یونس صاحب** دار العلوم کراچی

نجم القراء محبوب القراء حضرت قاری **سیّد محمد لبیق ساجد صاحب** لاہور

زیر نگرانی: حضرت مولانا **نیاز محمد صاحب** خطیب جامع مسجد حراءٗ ماڈل کالونی

تمام غیور مسلمانوں سے شرکت کی پُر زور درخواست

حضرت مولانا **قاضی احسان احمد صاحب** مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی فون: 021-2780337

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

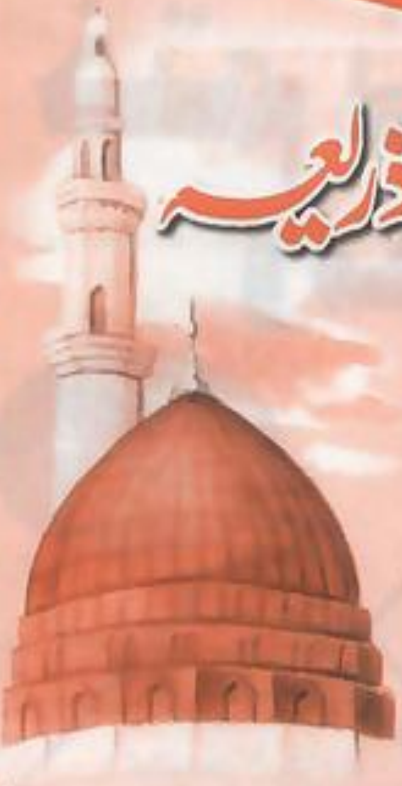

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مدکی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ